ترجمان اسلام

نگران اعلیٰ مفتی محمودؒ

کشمیر میں بھٹو کے حق میں مظاہروں کی ذمہ داری کس پر ہے؟

عبدالصمد اچکزئی کا قتل بھٹو کی پشتون اور بلوچ کو لڑانے کی سازش تھی

پاکستان فلاحی مملکت یا پولیس سٹیٹ؟

انقلاب افغانستان کے موقع پر ایک گروپ نے چراغ جلائے تھے؟

پاکستان قومی اتحاد صوبہ بلوچستان کے صدر حاجی محمد زمان خان اچکزئی سے انٹرویو

چین ویتنام تعلقات میں کشیدگی کے اسباب

دُور ہو جائے گا اندھیرا بھی

باغباں نے چمن کو لُوٹا بھی ہم نے دیکھا ہے یہ تماشا بھی

آپ کا مشورہ بجا لیکن کون سنتا اگر میں کہتا بھی

آدمی آدمی سے خائف ہے آدمی نے کبھی یہ سوچا بھی

مجھ کو منزل نصیب ہو نہ سکی رہنماؤں سے میں نے پوچھا بھی

کچھ خبر بھی ہے قافلے والو ! دُھوپ بھی ہے کڑا ہے رستہ بھی

ہیں ارادے ترے بلند اگر راستہ دے گا تجھ کو دریا بھی

جس کی خاطر یہ دن نصیب ہوئے مجھ سے ناراض ہے وہ اپنا بھی

روشنی کی کرن بھی پھوٹے گی دُور ہو جائے گا اندھیرا بھی

کچھ ضرورت بھی ہے تصنّع کی کچھ مرے دَور کا تقاضا بھی

ان کی محفل میں ہم نہیں تھے مگر کچھ تو ہو گا ہمارا چرچا بھی

ہم سفر کون ہو مرا اکرام
پا بجولاں ہوں اور صحرا بھی

اکرام الہ آبادی





جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۲۴

جمعۃ المبارک ۱۶ جون ۷۸ء ۹ رجب ۹۸ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی



بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ — روپے
ششماہی
۲۳ — روپے
سہ ماہی — ۵۰.۱۱ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

سیاسی جماعتوں کو معطّل اور محدود کرنے کی تجویز:

گزشتہ چند ماہ سے پوری پاکستانی قوم عجیب وغریب اضطراب، کرب اور بے چینی میں مبتلا ہے اور یہ اضطراب، کرب اور بے چینی روز بروز روز افزوں ہوتی جا رہی ہے۔ موجودہ عبوری حکومت حالات کو روبہ اصلاح کرنے کی کوشش کرتی ہے مگر بات بنتی بنتی کچھ بگڑ جاتی ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ عوام اور حکومت میں بعد بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اگر اس بڑھتے ہوئے فاصلوں اور بعد کو بروقت اور فوری طور پر ختم کرنے کی کوشش نہ کی گئی تو ممکن ہے حکومت سے عوام کی توقعات اور خوش فہمیاں مبدل بہ نفرت و مایوسی ہو جائے۔

عوام اور حکومت میں رابطے کی غرض سے مارشل لا حکام کی طرف سے قومی حکومت اور پھر مخلوط حکومت کی تجویزیں سامنے آئیں۔ سیاستدانوں اور حکومت کے مابین بات چیت کا سلسلہ بھی چلا اور اسی دوران امید و بیم کے چراغ روشن و مدہم ہوتے رہے۔ پاکستان قومی اتحاد کی جماعتوں میں بھی اختلاف رائے کا سلسلہ چلا جس پر بعد میں قابو بھی پا لیا گیا اور ایک غیر رسمی اجلاس منعقد کر کے پاکستان قومی اتحاد نے حکومت کو قومی حکومت کی تشکیل کے بارے میں اپنے متفقہ موقف سے آگاہ کر دیا۔

پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے اپنے ایلچی کی وساطت سے حکومت کو ایک خط پہنچایا جس میں بعض وضاحتوں اور شرائط کے ساتھ قومی حکومت میں شمولیت پر رضامندی کا اظہار کیا گیا تھا۔ پاکستان قومی اتحاد کے رہنماؤں کا خیال تھا کہ حکومت ان کے خط کے مندرجات پر ٹھنڈے دل سے غور و خوض کرنے کے بعد ایسی قدر مشترک کا اہتمام کرے گی جو دونوں فریقوں کے لئے قابلِ قبول ہو لیکن تا دمِ تحریر حکومت کی جانب سے پاکستان قومی اتحاد کے صدر کے خط کا جواب نہیں دیا گیا بلکہ ایک اخباری بیان کے ذریعہ عوام کو یہ معلوم ہوا کہ حکومت نے قومی اور مخلوط حکومت بنانے کی تجویز واپس لے لی ہے۔

اور اب یہ قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں کہ حکومت سیاسی جماعتوں کو معطّل اور محدود کرنے پر سوچ رہی ہے اور غالباً سیاسی جماعتوں سے غیر وابستہ لوگوں پر مشتمل سویلین حکومت بنانا چاہتی ہے۔

سیاسی جماعتوں کو معطّل کرنے والی حالیہ تجویز پر سیاستدانوں کی طرف جس قسم کے شدید ردعمل کا اظہار کیا گیا ہے وہ سامنے آ چکا ہے۔ اب کچھ پتہ نہیں اس ردِعمل کے بعد حکومت کن خطوط پر سوچ رہی ہے اور آئندہ کون سی تجویز حکومت کے پیشِ نظر ہے اور حکومت موجودہ گھمبیر مسائل سے کس طرح عہدہ برآہ ہونے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ایک خبر یہ بھی ہے کہ چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق آئندہ ہفتے سیاسی رہنماؤں سے ملاقات کر کے ملک کے موجودہ مسائل پر تبادلۂ خیال کریں گے۔ شاید اس ملاقات میں کوئی بہتر لائحہ عمل سامنے آ جائے۔

اس میں شک نہیں کہ حکومت ملک اور قوم کی بھلائی اور بہبود کے لئے سوچ رہی ہے'

مولانا عبید اللہ انور نے ... سے شائع کیا

لیکن یہ امر قومی حلقوں کے لئے حیران کن ثابت ہُوا کہ حکومت اگر سیاسی جماعتوں پر مشتمل قومی یا مخلوط حکومت بنانے میں اگر کامیاب نہیں ہو سکی تو اس کے بالکل برعکس اور منفی سوچ کیسے زیر غور آئی کہ سیاسی جماعتوں کو ہی معطل کر دیا جائے تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔

یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو ہم سب مل کر مشترکہ اور متحدہ کوششوں سے ملک کی گاڑی کو جمہوریت اور اسلامی نظام کے نفاذ کے منزل کی جانب لے جانا چاہتے ہیں اور دوسری طرف سیاسی جماعتوں کا بکھیڑا ہی ختم کرنے پر تُل جاتے ہیں۔

ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اگر فی الواقع حکومت کسی ایسی تجویز پر سوچ رہی ہے جس کے ذریعے سیاسی جماعتوں کی بساط ہی کو لپیٹ دیا جائے تو یہ ملک اور قوم کے لئے کوئی اچھا شگون نہیں ہوگا۔ سیاسی جماعتوں کے وجود کو ختم کر کے جمہوری اداروں کو مستحکم نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی ملک میں جمہوری اقدار بحال ہو سکتی ہیں۔

رہی یہ بات کہ سیاسی جماعتوں کی تعداد کم کر دی جائے اور اس کے لئے بھی آرڈیننس یا مارشل لاء کا ضابطہ جاری کیا جائے تو یہ بات بھی کوئی قرینِ حکمت نہیں معلوم ہوتی، اس کے لئے سب سے عمدہ اور سب سے بہتر طریقہ انتخابات ہیں اور یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ اگر ملک میں تین چار آزادانہ انتخابات ہو جائیں تو سیاسی جماعتوں کی تعداد خود بخود محدود ہو جائے گی اور اس طرح ہر چھوٹی جماعت اپنے نظریات سے قریبی مطابقت رکھنے والی بڑی جماعت میں مدغم ہونے کو ترجیح دیگی۔

یہی ایک ایسا طریقہ ہے جسے روبہ عمل لا کر حکومت کا منشاء بھی پورا ہو جائے گا اور وہ اس قسم کی غیر ضروری ذمہ داری سے بھی بچ جائے گی۔ ہمارے گردو پیش جو کچھ ہو رہا ہے اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ عوام کے منتخب نمائندوں کو اقتدار کی منتقلی میں تاخیر روا نہ رکھی جائے تاکہ وہ بعد جلد از جلد ختم ہو جائے جو بیوروکریسی نے عوام اور حکومت کے درمیان اپنی بداعمالیوں، مفاد پرستیوں اور ناعاقبت اندیشیوں کی وجہ سے پیدا کیا ہُوا ہے۔

اس حقیقت سے اب ہر چھوٹا بڑا واقف ہے کہ بھٹو شاہی نے اپنے چھ سالہ دورِ اقتدار میں جس منظم طریقہ سے حالات کو بگاڑا ہے اور ملک کو تباہی کے راستہ پر دھکیلنے کی مذموم کوشش کرتے ہوئے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں ان سے تن تنہا فوجی حکومت عہدہ برآہ نہیں ہو سکتی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ عوام کو شریک اقتدار کیا جائے۔ اس سلسلہ میں حکومت کی طرف احتساب کی بات کی جاتی ہے۔ جہاں تک احتساب کا تعلق ہے تو اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا لیکن احتساب کی موجودہ رفتار سے نہ تو سیاستدان ہی مطمئن ہیں اور نہ ہی عوام۔ حکومت سے بار بار یہ مطالبہ کیا جاتا رہا ہے کہ احتساب کی سست روی کو ختم کیا جائے تاکہ جلد انتخابات کرائے جا سکیں مگر خدا جانے کہ اس سست روی میں کیا مصلحت ہے کہ حکومت اس قسم کے مطالبات کو درخور اعتنا نہیں سمجھتی۔

اکرام انصاری
۲۸-۶-۱۱

امیر مرکزیہ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی مدظلہ کا تبلیغی دورہ

۲۰ جون کو مدرسہ احسن المدارس خانیوال میں بعد نماز عشاء جلسہ عام سے خطاب فرمائیں گے۔

۲۱ جون کو حضرت بھائی پھیرو تشریف لے جائیں گے۔

۲۲ جون کو جمعرات رات کو کوہاٹ پہنچیں گے۔

۲۳ جون کو کوہاٹ اور ۲۴ جون کو نماز عصر سے عشا تک ہنگو رہیں گے۔

۲۵ جون کو نوشہرہ میں سید افضل خان بدرشی کے یہاں اور ۲۶ جون کو ایبٹ آباد میں حاجی نادل خان کے گھر قیام کریں گے۔

جاوید ابراہیم پراچہ نائب صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان اس دورے میں حضرت کے ہمراہ ہوں گے۔

مری کے جنگلات میں مسلسل آتشزدگی تخریب کاری کا نتیجہ ہے، زاہد الراشدی

مری : جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم اور پاکستان قومی اتحاد پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے مری کے جنگلات میں آتشزدگی کے مسلسل واقعات پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اس کے پیچھے تخریب کاروں کے کسی منظم گروہ کا ہاتھ ہے۔

آپ گذشتہ روز پاکستان قومی اتحاد مری کے راہنماؤں سے علاقہ کی صورت حال پر غیر رسمی تبادلۂ خیالات کے بعد اخباری نمائندوں سے بات چیت کر رہے تھے۔ آپ نے حکومت پر زور دیا کہ تخریب کاروں کا کھوج لگا کر ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

مولانا زاہد الراشدی نے سول انتظامیہ کے رویہ کو ہدف تنقید بناتے ہوئے کہا کہ مارشل لاء حکومت جن مقاصد اور عزائم کے ساتھ برسر اقتدار آئی ہے۔ سول انتظامیہ میں بھٹو حکومت کے پروردہ عناصر ان مقاصد کو ناکام بنانے کے لئے پوری طرح سرگرم عمل ہیں۔

آپ نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ لوگوں کے مسائل اور مشکلات کے حل کے لئے خصوصی جد وجہد کریں اور سیاسی سرگرمیوں پر پابندی کے دور میں سماجی محاذ پر ملک وقوم کی خدمت جاری رکھیں۔



انقلاب افغانستان کے موقع پر ایک گروپ ایسے بھی

عبد الصمد اچکزئی کا قتل بھٹو کی پشتون اور بلوچ کو لڑانے کی سازش تھی۔

مولانا شمس الدین شہیدؒ بھٹو کے راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔

قومی اتحاد ... صوبہ بلوچستان کے صدر حاجی محمد زمان خان اچکزئی سے بلوچستان کی ... پر انٹرویو

حاجی محمد زمان خان اچکزئی جمعیۃ علماءِ اسلام صوبہ بلوچستان کے جنرل سیکرٹری اور پی۔ این۔ اے بلوچستان کے صدر ہیں۔ عرصہ دراز سے سیاست کی وادی پُرخار میں ثابت قدمی کے ساتھ باطل قوتوں کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ انتہائی خلیق۔ ملنسار۔ فعال انسان واقع ہوئے اور اپنے پرائے ان کی عزت کرتے ہیں۔ کوئٹہ سے کوئی ۴۵ میل کے فاصلہ پر مشہور قصبہ گلستان کے رہنے والے ہیں۔ آپ قبیلہ اچکزئی کی شاخ حمیدزئی سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے والد گورنمنٹ ملازم تھے۔

آپ نے میٹرک پشین سے اور ایف۔ ایس سی پشاور سے پاس کیا۔ اکلوتے ہونے کی وجہ سے آپ کو تعلیم کا سلسلہ منقطع کر کے اپنی زمینوں کا نظم و نسق سنبھالنا پڑا۔ ... سے سیاسی ذہن پایا ہے اور ۱۹۴۸ء میں زمانہ طالب علمی میں مسلم سٹوڈنٹ فیڈریشن کے اہم عہدیدار رہے۔ عملی زندگی میں قدم رکھتے ہی عوامی مسائل پر بھرپور توجہ دی۔ جمعیۃ علماءِ اسلام کے پروگرام اور منشور کا بغور جائزہ لیا اور بالآخر ۱۹۷۰ء میں باقاعدہ رکنیت اختیار کر لی۔ اس کے بعد صوبائی جماعت نے خان صاحب کو صوبائی ناظم نشر و اشاعت کا عہدہ ودیعت کیا اور ان کے کام کو دیکھتے ہوئے پھر صوبہ بلوچستان کا ناظم اعلیٰ بنا دیا گیا۔ عرصہ پانچ سال سے آپ اسی عہدہ پر کام کر رہے ہیں۔ آپ مرکزی مجلسِ شوریٰ و مجلس عمومی کے رکن بھی ہیں۔ آپ بلوچستان جمعیت علماء اسلام کی طرف سے دو سال کے لئے سینیٹر بھی رہے۔

میں گزشتہ دنوں صوبہ بلوچستان کے دورہ پر گیا۔ جمعیت علماء اسلام بلوچستان کے اہم عہدیداروں سے انٹرویو کی ٹھانی۔ خان زمان صاحب سے اس سلسلہ میں وقت لیا اور شام ان کی رہائش گاہ پر پہنچا لیکن انٹرویو کے لئے نشست اس وجہ سے نہ ہو سکی کیونکہ خان صاحب نے چند عوامی مسائل کے سلسلہ میں ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر سے ملنا تھا۔ خیر کل کے لئے وقت لے کر رخصت ہوا۔ دوسرے دن صبح آٹھ بجے حاضر ہوا۔ خان صاحب بڑے تپاک سے ملے اور چائے کیلئے کہلوا بھیجا اور میں نے خان صاحب کا ذہن بھٹو کے تکلیف دہ آمرانہ دور کی طرف موڑ دیا۔

س:۔ خان صاحب! بھٹو نے خاص طور پر بلوچستان میں مخالفین کو ہر طریقہ سے اپنے راستہ سے ہٹانے کی کوشش کی۔ اس سلسلہ میں آپ پر بھی کوئی حربہ آزمایا گیا؟

ج:۔ ہاں میرے لئے اس نے سرکاری عہدہ داروں کے ذریعہ دولت کا حربہ استعمال کرنا چاہا، بلکہ مجھے کوئٹہ کے ایک صحافی نے بتایا کہ وہ آپ کے لئے لاکھوں کی پیشکش کا ذکر کر رہے تھے تو میں نے انہیں بتا دیا کہ وہ اس سلسلہ میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے اور پھر بھی غوث بخش رئیسانی نے تو مجھے بار بار حکومت سے تعاون کی درخواست کی اور اس کے عوض ہر قسم کی آسائشات کا مژدہ سنایا لیکن اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی ہے کہ میں ان کے ہر ہتھکنڈے سے محفوظ رہا۔

س:۔ مولانا سید شمس شہیدؒ کے قتل کی کیا وجوہات ہیں؟

ج:۔ مولانا شمس الدین شہیدؒ بھٹو کے لئے ننگی تلوار تھے وہ بھٹو کے غلط اقدام پر اسمبلی کے اندر اور باہر بھرپور تنقید کرتے۔ عوام ان کی بات غور سے سنتے تھے۔ تحریک ختم نبوت میں مولانا نے صوبہ بھر میں اس منظم اور بھرپور طریقہ سے کام کیا کہ بھٹو جیسا نام نہاد مضبوط ذہن کا جن بھی لرز اٹھا۔ اب اس نے یہ ٹھان لیا اس آدمی کو ختم کئے بغیر بلوچستان میں قدم جمانا مشکل ہے اور فوری وجہ یہ بنی کہ بھٹو کی مصنوعی صوبائی حکومت کے خلاف مولانا شمس الدین نے ایسا زوردار احتجاج کیا اور باطل کے خلاف کلمۂ حق بلند کیا کہ اسے اپنی کرسی ہلتی نظر آنے لگی تو اس نے اس سلسلہ میں صوبائی سطح پر ایک منصوبہ کے تحت

مولانا کو شہید کروا دیا۔

س:۔ کیا آپ نے موجودہ مارشل لاء حکام سے مولانا شمس الدین شہیدؒ کے قاتلوں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کی بات کی ؟

ج:۔ ہم گذشتہ دنوں صوبائی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل غلام محمد سے ملے اور ان سے کہا کہ جس طرح ملک میں دوسرے سیاسی قتل منظرِ عام پر لانے کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں اسی طرح مولانا کے قاتلوں کو بھی از سرِ نو تحقیقات کے بعد سرِ عام پھانسی پر لٹکایا جائے لیکن حکام ہمیں ابتدائی تحقیقات ایف۔ آئی۔ آر لانے کے لئے کہتے ہیں میں مارشل لاء حکام سے گذارش کرتا ہوں کہ بھٹو نے سیاسی قتلوں کی یا تو ایف۔ آئی۔ آر درج ہی نہ ہونے دی اور اگر ہوئی تو تحقیقات کو غلط خطوط پر ڈال دیا گیا۔ تو کیا اب اس سلسلہ میں حکومت وقت کی ذمہ داری نہیں ہے کہ ان اہم شخصیتوں کے قتل کی تحقیقات کا مسئلہ اپنے ہاتھ میں لے اور جتنا جلد ہو سکے عوام کی پریشانی اور بے چینی دور کرے اور جبکہ مولانا کے قاتلوں میں سے ایک شاہ وزیر تو پیپلز پارٹی کی حکومت میں وزیر اعلیٰ اور کمشنروں کے ساتھ پھرتا رہا۔

س:۔ خان عبدالصمد اچکزئی کے قتل کے محرکات کیا تھے ؟

ج:۔ عبدالصمد اچکزئی نے بھٹو کی غیر مشروط حمایت کی تھی لیکن بھٹو نے ان کے ذمہ ایک اہم کام پٹھانوں اور بلوچوں کو لڑانے کا سونپا مگر وہ نیپ اور جمعیۃ کے اتحاد کی وجہ سے اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اب بھٹو نے اپنے ہی ساتھی کے خون کو وجہ نزاع بنا کر پشتون اور بلوچ عوام کو لڑانا چاہا۔ ان دنوں گورنر اور وزیر اعلیٰ دونوں بلوچ تھے اور مرنے والے پشتون اور اس کے بچوں کو ہر طرح سے نوازا گیا اور خاص طور پر اس کے لڑکے محمود خان اچکزئی کو ہر طرح کی مدد پہنچائی گئی لیکن اس کے باوجود غیور بلوچ اور پٹھان اس کے مذموم عزائم کے پھندوں میں پھنسنے سے محفوظ رہے اور دوسری طرف یہ حقیقت ہے کہ محمود خان اچکزئی نے اپنے باپ کے قتل کی تحقیقات پر زور نہیں دیا اور جب حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے دورہ بلوچستان کے دوران اپنی بارہ تقریروں میں عبدالصمد اچکزئی کے قاتلوں کی گرفتاری پر زور دیا تو محمود خان بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ میرے باپ کے ہمدرد یہ کہاں سے آگئے لیکن خدا کا شکر ہے کہ بھٹو اپنے ان منصوبوں میں کامیاب نہ ہو سکا۔

س:۔ کیا عبدالصمد اچکزئی کے فرزند محمود خان اچکزئی کی پشتون خواہ کا بلوچستان میں اثر ہے ؟

ج:۔ یہ جماعت بلوچستان کے اڑھائی ضلعوں میں اپنا وجود رکھتی ہے اور پٹھانوں کی نمائندہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ درحقیقت پشتون مکمل طور پر جمعیت علماء اسلام اور این۔ ڈی۔ پی کے ساتھ ہیں۔ دراصل بھٹو دور میں اس کا پروپیگنڈا کیا گیا۔ نشر و اشاعت میں ان کا ذکر خاص طور پر کیا جاتا۔ اس طرح نیشنل پریس ٹرسٹ نے انہیں ایک جماعت کی حیثیت سے پیش کیا وگرنہ یہ تنظیم چند لوگوں پر مشتمل ایک گروہ ہے اور اسے سیاسی جماعت کہنا بالکل غلط ہے اور آزادانہ انتخابات میں یہ ایک صوبائی سیٹ بھی نہیں حاصل کر سکیں گے۔

س:۔ بلوچستان میں سرداری نظام اور اس کے عوام پر اثرات کے سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

ج:۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں سرداری نظام عوام کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ بھٹو نے بھی سرداری نظام کے خاتمہ کا اعلان کیا تھا لیکن یہ محض ایک ڈھونگ تھا۔ اس نے ایسا صرف اپنے مخالف سرداروں کو دبانے کے لئے کیا تھا، اور دوسری طرف بھٹو نے اپنے حامی تمام سرداروں کو مضبوط کیا کیونکہ اکثر سردار بھٹو سے آن ملے تھے لیکن جمعیۃ علماء اسلام نے صوبہ بھر میں سرداروں کا ہوا عوام کے ذہن سے اتار پھینکا ہے مگر اب بھی اس کے اثرات بلوچستان میں موجود ہیں جنہیں آہستہ آہستہ ختم کیا جا سکتا ہے۔

س:۔ مارچ ۷۷ء میں قومی اتحاد نے صوبہ بلوچستان میں حصہ نہیں لیا اور اکتوبر میں بھرپور حصہ لیا۔ کیا صوبائی حالات درست ہو چکے تھے ؟

ج:۔ مارچ ۷۷ء میں تمام صوبہ میں فوج پھیلی ہوئی تھی۔ ہر طرف خوف و ہراس تھا لیکن جولائی کے بعد ملک میں جنرل ضیاء حکمران بن چکا تھا۔ فوج بیرکوں میں جا چکی تھی۔ ہمارے مطالبات اکثر مانے جا چکے تھے۔ آزادانہ انتخاب کی یقین دہانی پر ہم نے اکتوبر کے الیکشن میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا تھا۔

س:۔ اکتوبر ۷۷ء کے انتخاب میں صوبائی سیٹوں کی پوزیشن کیا تھی ؟

ج:۔ ہمیں بلوچستان میں پندرہ صوبائی نشستیں ...... ملیں اور این۔ ڈی۔ پی کو سولہ اور ہم نے پانچ بلوچ ایریا میں اور دس سیٹیں پشتون ایریا میں حاصل کر کے بلوچستان میں دونوں بڑی قوموں میں سے نمائندے کھڑے کئے اور اس کے برعکس این۔ ڈی۔ پی نے پشتون ایریا میں سے صرف ایک نشست حاصل کی اور باقی تمام بلوچ ایریا میں ہیں۔

س:۔ خان صاحب یہ بتایئے کہ ہمیں سنہ ۱۹۷۰ء الیکشن کی بنیاد پر زیادہ نشستیں ملیں۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟

ج:۔ دراصل بات یہ ہے کہ ۷۰ء کے بعد ہم نے صوبائی سطح پر اپنی تنظیم کو بھرپور توجہ دی سابقہ الیکشن میں منظم طریقہ پر انتخاب نہیں لڑا تھا، اور اس کے بعد تو ہم نے تمام توجہ اور کام اسی خطوط پر کیا جس کی وجہ سے ہماری پوزیشن کو تسلیم کرنا پڑا، لیکن افسوس کہ این۔ ڈی۔ پی بلوچستان گروپ بندیوں کا شکار ہے اور ایک گروپ نے تو الیکشن کے قریب اپنا علیحدہ منشور بھی شائع کیا لیکن دوسری طرف جمعیت نے تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جان و مال کی بے دریغ قربانی دی۔ جیلیں اپنے کارکنوں سے بھر دیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمعیۃ کو پندرہ سیٹیں دے کر اس کی پوزیشن کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔

س:۔ خان صاحب! یہ فرمایئے کہ آپ کے صوبہ میں بھٹو ازم اور پیپلز پارٹی پائے جاتے ہیں ؟

ج:۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم اس شر سے محفوظ ہیں۔ بلکہ اس وقت بھی محفوظ رہے جب پنجاب اور سندھ میں اس کا سیلاب آیا ہوا تھا اور اب اس کی پارٹی اور اس کے اثرات کی بات بے معنی ہے، جبکہ اس نے اپنی مصنوعی حکومت میں یہاں کے عوام پر بے تحاشا ظلم و ستم ڈھائے۔ سنئے

کے الیکشن میں اس کا ایک بھی نمائندہ یہاں سے کامیاب نہیں ہو سکا اور پھر بعد میں اس نے سات صوبائی ممبروں کو جو زیادہ آزاد تھے خریدا اور پھر بھی اس کے مخالف چودہ ممبران تھے لیکن یہ جمہوریت کا چیمپئن اقلیت سے اکثریت پر حکومت کرتا رہا۔ اب تو اس کے مفاد پرست ساتھی بھی اس کا ساتھ چھوڑتے جا رہے ہیں۔

س:۔ یہ بات بار بار دہرائی جاتی ہے کہ جمعیت نیپ حکومت نے پنجابی سرکاری افسران کو اپنے صوبہ سے نکال باہر کیا۔ اصل حقیقت کیا ہے؟

ج:۔ اس سے بڑا الزام اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ فیصلہ غوث بخش رئیسانی کے دورِ گورنری میں مرکزی وزیر پیر زادہ کی صدارت میں تمام صوبوں کے گورنروں کے اجلاس میں ہوا، لیکن اس پر عمل بعد میں ہوا۔ اور جب نیپ اور جمعیت کی حکومت بنی، ہر طرح سے یہ کوشش کی گئی کہ دن یونٹ کے وقت سے آئے ہوئے ملازمین واپس نہ جائیں۔ ان کو ہر طرح کی سہولت کا یقین دلایا گیا۔ اس کے علاوہ انہیں صوبہ کی شہریت دے کر ہر قسم کی مراعات کا یقین دلایا گیا۔ دوسری طرف گورنر کھر ان کو واپس اپنے صوبوں میں پہنچنے کی دعوت دے رہا تھا اور اس طرح یہ کام مرکزی حکومت اور گورنر کھر کے شرارتی ذہن کی اختراع تھی۔ اسی طرح ہماری حکومت کو ملک دشمن کہا جاتا رہا لیکن ہم نے اپنی قومی زبان اُردو قرار دی۔ مقامی اور غیر مقامی کے فرق کو مٹانے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی لیکن بھٹو کے غیر جمہوری حکومت کے مسلط ہونے کی وجہ سے کمیٹی کی سفارشات پر عمل نہ ہو سکا۔ میں خود بھی کمیٹی کا رکن تھا۔

اسی دوران فون کی گھنٹی بجی، زمان خانصاحب نے فون پر چند باتیں کیں، فون رکھا اور دوبارہ سلسلۂ گفتگو شروع ہوا۔

س:۔ کیا بلوچستان میں پی۔ این۔ اے کے علاوہ کچھ سیاسی جماعتیں موجود ہیں؟

ج:۔ پیپلز پارٹی تو صوبہ میں دم توڑ چکی ہے۔ رہا چھوٹے چھوٹے آزاد گروپوں کا مسئلہ، تو اب عوام ان کی طرف سے بھی مایوس ہیں کیونکہ ان کا کوئی پروگرام نہیں ہوتا بلکہ یہ عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو کر اپنی سیٹ کی قیمت وصول کرتے ہیں۔

اسی طرح اکبر بگٹی بھٹو کی نوکری کرنے کی وجہ سے اپنا رہا سہا مقام ختم کر چکا ہے، نبی بخش زہری "بیٹے پاکستان" کی کاغذی تنظیم بغل میں لئے پھر رہے ہیں۔ انشاء اللہ پی۔ این۔ اے بلوچستان میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہوگی۔

س:۔ این۔ ڈی۔ پی بلوچستان کی سردار عطاء اللہ مینگل، سردار بزنجو، سردار خیر بخش مری کی شمولیت کے بغیر حیثیت کیا ہے۔ وہ این۔ ڈی۔ پی میں شمولیت سے کیوں ہچکچا رہے ہیں؟

ج:۔ یہ حقیقت ہے کہ ان سرداروں کی شمولیت کے بغیر این۔ ڈی۔ پی بلوچستان کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور یہ تنظیم انہیں کے دم قدم سے ہوگی۔ لیکن یہ سردار ابھی تک بھٹو مظالم کے اثرات کو بھول نہیں سکے ہیں اور ولی خان کے جیل سے رہا ہونے کے بعد بھی ان کا جیل میں رہنا اپنی قوم کو مطمئن کرنے کے لئے تھا۔

ہمیں سنہ ۷۷ء
الیکشن کی نسبت
زیادہ نشستیں
ملیں۔ اس کی کیا
وجہ ہے؟

س:۔ موجودہ حکام سے یہ سرداران بھٹو ظلم کی کس طرح تلافی چاہتے ہیں؟

ج:۔ بھٹو نے نہ صرف ان کے قبائل کے سینکڑوں افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا بلکہ ان کی تمام معیشت تباہ و برباد کر کے رکھ دی۔ تقریباً چھ لاکھ مویشی ہلاک کئے گئے۔ پچیس ہزار قبائل افغانستان چلے گئے۔

مارشل لاء حکام ان کے معاشی نقصانات میں سے کچھ نہ کچھ تو پورے کرے اور جن لوگوں نے جمہوریت کے لئے اتنی بڑی قربانیاں دی ہیں وہ اب بھی جمہوریت اور آزادانہ الیکشن کے تحت نمائندہ حکومتوں پر زور دیتے ہیں۔ اس کے باوجود یہ سردار موجودہ حکام سے بھرپور تعاون کر رہے ہیں۔

س:۔ کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت بھی ان لوگوں سے ملاقاتیں اور مشورے لے رہی ہیں جو بھٹو کے ساتھی رہے ہیں؟

ج:۔ یہ بالکل درست ہے۔ خاص طور پر پشتون ایریا میں تو مارشل لاء حکام بھی ان لوگوں کو سامنے لا رہے ہیں جو ظالم بھٹو کے ہاتھ مضبوط کرتے رہے اس سے عوام میں اضطراب اور بے چینی پھیل رہی ہے۔ سردار عثمان۔ تیمور شاہ۔ نبی بخش زہری، سردار دودا خان اور محمود خان اچکزئی کس کے ساتھی تھے۔ یہ تمام لوگ بھٹو ہی کے دست راست تھے۔ مارشل لاء انتظامیہ آخر انہیں عوام کا نمائندہ کیوں تصور کر رہی ہے۔ میں بحیثیت صدر پی۔ این۔ اے بلوچستان اور جنرل سیکرٹری جمعیۃ علمائے اسلام بلوچستان مطالبہ کرتا ہوں کہ بلوچستان کی صورتِ حال کے لئے پی۔ این۔ اے بلوچستان سے رابطہ کریں۔ اور انہیں کسی صورت نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ اور ذاتی قسم کی دعوتوں سے بھی احتراز کرنا چاہیئے اس طرح سے لوگوں میں شکوک و شبہات کے سوتے پھوٹتے ہیں۔

س:۔ انقلاب افغانستان کا صوبہ بلوچستان پر کس حد تک اثر انداز ہونے کا خطرہ ہے؟

ج:۔ یہ درست ہے کہ اس صوبہ میں انقلاب افغانستان کے موقع پر ایک خاص گروہ نے گھی کے چراغ جلائے اور مسرت کا اظہار کیا۔ موجودہ حکومت کو اس کا سختی سے نوٹس لینا چاہیئے کیونکہ اگر انقلاب افغانستان کا کسی طرح بھی پاکستان پر اثر پڑا تو سب سے پہلے اسی صوبہ میں اس کا خطرہ ہے۔ اب حکومت کو بھی اسلام پسند جماعتوں سے مل کر اس صوبہ میں وسیع بنیادوں پر کام کرنا چاہیئے اور اسلامی جماعتوں کو بھی کمیونزم کے امکانی خطرہ کے خلاف کمربستہ ہو جانا چاہیئے اور ہمیشہ کے لئے اس صوبہ کو اس خطرہ سے محفوظ کر لینا چاہیئے۔



تلخ و شیریں

امجد علی شاکر

کرتا ہے گفتگو بھی شریفانہ دیکھیے

آج کل موسم کا مزاج ہمارے اصغر خان صاحب کی طرح کافی شدید ہے، جونہی گھر سے باہر نکلے لُو چہرے پر تھپڑ مارنے لگتی ہے۔ ان تھپڑوں کی رفتار ہمارے رائے صاحب کے بیانات کی طرح کافی تیز ہوتی ہے اس لئے جی میں یہ خیال نہیں آسکتا تھا کہ "گھر سے نکل" مگر ایک ضروری کام کے سلسلے میں نکلنا پڑا۔ منزلِ مقصود باغ کی بجائے ہمارا کالج تھا جہاں ہم لوگ کبھی فیض پایا کرتے تھے، البتہ فی الوقت بس ہماری منزل تھی۔ ہم جونہی بس سٹینڈ پر پہنچے تو ہماری طرح ایک خستہ سی کو بیدہ د مالیدہ بس کھڑی تھی۔ دیکھا تو آدمی اس کے اندر کی بجائے نیچے لیٹ کر آرام کر رہے تھے۔ سوچا کہ گرمی کی شدت کا اثر ہے، مجھے بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ مگر جب اس ارادے کو عملی جامہ یا پاجامہ پہنانے کا ارادہ کر رہا تھا تو نیچے سے ایک صاحب بھیگی بلی بنے ہوئے نکلے۔ عرض کیا کہ "بس کے نیچے بارش کیسے برستی ہے؟"

پہلے تو میرے اس خیال پر ان صاحب نے ذرا غور کیا پھر ناک بھوں چڑھانے کا بھرپور بندوبست کر کے تکلم فرمایا کہ آسان لفظوں میں ان کے خطاب بلیغ کو یوں کہا جاسکتا ہے ؎

گستاخیوں کو شانِ تکلم دیئے ہوئے
کرتا ہے گفتگو بھی شریفانہ دیکھیے

میں نے ان کے خطاب کو بلیغ اس لئے کہا ہے کہ ان کی باتوں کا میرے دل پر فوری اثر ہوا اور سابقہ خیال ذہن سے بالکل زائل ہو گیا اور میں جان گیا کہ یہ صاحبان بس کے نیچے آرام فرمانے کی بجائے مسیحائی فرما رہے ہیں۔ غرض یہ مسیحائی کافی وقت ہوتی رہی اور بس انسانوں سے بھرتی رہی۔ جب بھر گئی تو انسان حیوان بن کر داخل ہونے لگے اور جب سبھی بیجان ہونے کے قریب تھے تو بس میں جان آئی اور اس نے رینگنا شروع کیا۔ بس رینگتی بل کھاتی جا رہی تھی اور ہم پیاس سے نڈھال ہوئے جا رہے تھے، خیر بس جل ترنگ بجاتی اپنے مخصوص سُر الاپتی اپنی خستہ ہڈیوں کو کھینچتی محو خرام رہی۔ سواریوں کے لبوں پر پیاس سے پپڑیاں جمنے لگیں اور چہروں پر بے مصرف اسی سفر میں بوڑھا ہو جانے کا خوف لہرانے لگا۔ آخر خدا خدا کر کے اگلا سٹاپ آیا۔

دوسرے سٹاپ پر ہم نے اسی طرح بس بدل لی جس جلدی سے خان قیوم اپنی وفاداری بدل لیتے ہیں۔ اب ہم ایک نئی بس میں تھے جس میں سواریاں ٹھسا ٹھس بھری ہوئی تھیں۔ بس اپنی شان دلربائی سے اڑنے لگی اور ہم اس سفر کو بالکل ہی ہوائی سمجھ لیتے اگر مبالغہ آمیز حد تک شدید قسم کے ہچکولوں سے سڑک اپنی خستگی کی اطلاع نہ دیتی۔ اس دوران دو تین بسوں سے مقابلہ بھی ہوا مگر ہماری ہی بس کامیاب ٹھہری۔ اس کا راز ہمیں اپنی منزل پر پہنچ کر کھلا جب ہمیں چلتی بس ہی سے نیچے اترنا پڑا۔ وہ راز یہ تھا کہ یہ بس بریکوں کے تکلف سے بے نیاز تھی۔

راستے میں ایک دو جگہ بسیں اپنے زیریں حصہ کو سوئے آسمان کئے ہوئے بڑے گستاخانہ انداز میں ڈرائیور کی تیز رفتاری اور خلق خدا سے بیزاری اور بس کے پرزوں کی ٹوٹ کیپٹے بے قراری کی داستانیں سنا رہی تھیں۔ سڑک کے عین درمیان میں خدمت خلق کے لئے کھدے ہوئے کنوئیں نظر آئے مگر قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ لوگوں کی پیاس بجھانے کے لئے نہیں ان کا جسم چھپانے کے لئے بنے ہیں۔

بس سے اُتر کر ہم ایک تانگے میں بیٹھے۔ تانگہ ڈرائیور اپنے سے گستاخ گھوڑے کو مزید شریر اور گستاخ بننے کے لئے اکسا رہا تھا۔ راستے کی اشیاء کو غلط انداز میں دیکھتے ہوئے اور آس پاس چلتی سواریوں کو بے مایہ سمجھتے ہوئے گھوڑے کو انہیں پامال کرنے کے لئے اکسا رہا تھا، مگر اس روز شاید رستہ چلنے والے ان لوگوں کی موت کے آرڈر سینکشن نہیں ہوئے تھے اس لئے کوئی حادثہ پیش نہ آسکا اور ہم اپنے کالج پہنچ گئے۔

کالج میں گہما گہمی معمول سے ذرا زیادہ ہی تھی، پوچھا تو معلوم ہوا کہ امتحانات ہو رہے ہیں۔ ہم ہال کی پچھلی جانب سے جا رہے کہ لڑکے بیٹھے بیٹھے اپنی مدد آپ کر رہے تھے اور کتابوں کا بوجھ ہلکا کر رہے تھے۔ کتابوں کے مختلف حصے غیبی امداد کے لئے جسم کے خفیہ گوشوں کے پاس چھپا رہے تھے۔ بعض لوگ اپنے جسم کے مختلف حصص پر استفادے کے لئے اہم سوالات کے (ہنٹس) اشارات رقم کرنے میں مصروف تھے۔ ہم نے پوچھا آپ کیا کر رہے ہیں جواب ملا کہ ہم رٹا فکیشن نہیں ہیں۔ ہم ان کے اس جواب با صواب سے خاصے محظوظ ہوئے۔ اتنے میں ہم ہال کے باہر ایک بورڈ تک پہنچ گئے۔ وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ سے لکھا ہوا امتحان پاس کرنے کا فارمولا اب بھی اپنی بہار دکھا رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ ہمارے بعد آنے والے وقتاً فوقتاً ہماری تحریر کی تجدید کرتے رہے ہیں۔ فارمولا تھا۔

پاس = (نقل × عقل) / چانس

محمد یعقوب شیخ





صدیق اکبرؓ کا دور تمام انسانیت کے لئے ایک مثال ہے

"عبدالغفور بھٹی، مشیر زراعت"



◎ صدیق اکبرؓ کا اسوۂ حسنہ ہم سب کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ مولانا حامد علی خان

اقوال حضرت صدیق اکبرؓ

◎ کمزور آدمی میرے نزدیک قوی ہے اور قوی کمزور

◎ صدق امانت ہے اور کذب خیانت

◎ جو قوم جہاد ترک کر دیتی ہے اس پر ذلت و خواری مسلط ہو جاتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ درس گاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے طالب علم تھے۔ آپ اطاعت خداوندی اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام باتوں پر مقدم رکھتے تھے آپ کو بارگاہ نبوت سے صدیق کا خطاب عطا ہوا۔ ان کی ذات گرامی کو قرآن نے صاحب النبی کا لقب دیا۔ قرآن مجید کی تدوین آپ کا ایسا کارنامہ ہے جو تاریخ اسلام میں قیامت تک زندہ رہے گا۔ اپنی ساری دولت اسلام کے لئے وقف کردی تھی۔ سابقون اولون میں سب سے اوّل قرار پائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اقتدار کا حکم فرمایا۔ آپؓ ہر دور اور ہر حال میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ وفات کے بعد بھی آپؓ آنحضرتؐ کے ساتھ ہی رہے۔ آپ تقویٰ و پرہیزگاری، اتباع سنتؐ، سیاسی بصیرت شجاعت، عدالت، صداقت اور سخاوت کے مجسم تھے۔ آپؓ انبیاء کے بعد پوری کائنات میں سب سے افضل ہیں آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی اور خدمت کا حق ادا کر دیا۔ آپؓ کو خلیفہ بنا دیا گیا تو فرمایا اے لوگو میری اطاعت اس وقت تک کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں لیکن اگر میں اس کے خلاف کروں تو تم پر میری اطاعت فرض نہیں"۔

اپنی حیثیت کے تعین کے ساتھ یہ بات بھی واضح کردی کہ وہ کس طرح یہ فریضہ سرانجام دیں گے اور عوام کے حقوق کیا ہیں۔ فرمایا۔

"اے لوگو! میں تمہارا حاکم بنا دیا گیا ہوں لیکن تم سے بہتر نہیں اگر میں نیک کام کروں تو میری مدد کرو، اور اگر غلط کام کروں تو مجھے رد کرو۔ صدق امانت ہے اور کذب خیانت۔ تمہارا کمزور آدمی میرے نزدیک قوی ہے جب تک میں اسے اس کا حق نہ دلا دوں!

اور تمہارا قوی آدمی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک اس کے ذمہ جو حق ہے وہ اس سے نہ لے لوں۔

جو قوم اللہ کے راستے میں جہاد ترک کر دیتی ہے اس پر اللہ ذلت و خواری مسلط کر دیتا ہے اور اگر کسی قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے تو اللہ اس پر بلائیں اور عذاب عام کر دیتا ہے"۔

ایمانِ صادق نے آپ کے اندر بے نظیر جرات اور عدیم المثال عزیمت پیدا کر دی تھی۔ ستائیس ماہ کی قلیل ترین مدت میں عظیم امور انجام پا گئے۔

تقسیم ملک کے بعد گاندھی نے کانگریس کو حکم دیا تھا کہ اپنی حکومت کی پالیسی اور طریق کار مسلمانوں کے خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ کے مطابق مرتب کرو۔

ملتان کے فاضل نوجوان حافظ محمد فاروق خان سعیدی اور ان کے بھائی صدیق خان قادری لائق صد مبارک اور صد تحسین ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ کا یوم اور دوسرے خلفاء و اکابر صحابہ کرام کے یوم بڑی باقاعدگی اور عقیدت و خلوص سے مناتے ہیں۔ اس سال یوم صدیق کی تقریبات ۲۸ مئی سے شروع ہوئیں۔ ۲۹ مئی کو پاکستان ہشتل سینٹر ملتان میں مشیر زراعت

عبدالغفور بھٹی کے زیر صدارت اجلاس ہوا۔ وزیر زراعت نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ حکومت نظام مصطفےٰ کے عملی نفاذ کا مصمم ارادہ رکھتی ہے لہٰذا آئندہ سال یوم سیدنا صدیق اکبرؓ سرکاری سطح پر منایا جائے گا بلکہ تمام خلفائے راشدین اور اکابرین اسلام کے ایام سرکاری طور پر منائے جائیں گے۔

انہوں نے خطاب جاری رکھتے ہوئے کہا کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے قول و قلب کی تصدیق کے علاوہ اپنے عمل سے بھی تصدیق کا حق ادا کر دیا۔ ضبط نفس کا جو معیار حضرت صدیقؓ نے قائم کیا وہ تمام انسانیت کے لئے ایک مثال ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو صدیق کا خطاب خود سرور کائنات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کیا تھا۔ آپ اطاعت کا اعلیٰ جذبہ رکھتے تھے بہت زیرک اور ذی فہم تھے۔

ادھر مسجد طوطلاں میں یوم صدیق کے ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے پیر طریقت مولانا حامد علی خاں جو کہ ملتان کی محبوب اور مضبوط شخصیت ہے کہا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے ملت اسلامیہ پر عظیم احسانات ہیں۔ انہوں نے پُرآشوب دور میں اپنا سب کچھ مسلمانوں پر قربان کر دیا۔ صدیق اکبرؓ کا اسوۂ حسنہ ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کا دن منانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم ان کی تعلیمات پر عمل کریں اور نئی نسل کو ان کے کارہائے نمایاں سے آگاہ کریں۔

تنظیم اہل سنت کے مرکز نواں شہر میں بھی یوم صدیق منایا گیا۔ برطانیہ میں مقیم پاکستان کے ممتاز عالم دین علامہ خالد محمود نے اور علامہ عبدالستار تونسوی نے تقاریر کیں۔ انجمن طلباء نے ٹاؤن ہال میں تقریب منعقد کی۔

جمعیۃ علماءِ اسلام ملتان شہر کے امیر حاجی حقنواز کی صدارت میں مسجد حافظ نور محمد والی کرڑی تیلیاں میں یوم صدیق کی تقریب ہوئی۔ مہمان خصوصی قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ ناظم عمومی جمعیۃ علماءِ اسلام صوبہ پنجاب اور مقررین میں مولانا عبدالمجید ندیم۔ سید منظور احمد شاہ کے علاوہ مقامی علماء و شعراء نے خطاب کیا۔

یہ بات باعثِ فخر بھی ہے اور باعثِ طمانیت بھی کہ یوم صدیق اکبرؓ بہت اہتمام اور شان و شوکت سے اس سال منایا گیا، اور جناب عبدالغفور بھٹی، منسٹر زراعت کے حسب وعدہ آئندہ سال اگر سرکاری سطح پر یہ دن منایا گیا تو اس کی افادیت میں بہت اضافہ ہوگا اور اس طرح لوگوں کو خلافت راشدہ کے منا اور حالات سے آگاہی ہوسکے۔



پنجاب پری میڈیکل سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن

پنجاب کے تمام ایف۔ ایس۔ سی فرسٹ ڈویژن طلباء کو میڈیکل کالجوں اور میڈیکل فیکلٹیز میں اسی سال فوری طور پر داخلہ دیا جائے اور اسی مقصد کے لئے پنجاب کے میڈیکل کالجوں اور میڈیکل فیکلٹیز کی نشستوں میں اضافہ کیا جائے اور اسی طرح دوسرے صوبوں میں بھی پنجاب کی مخصوص نشستوں میں اضافہ کیا جائے۔

نئے میڈیکل کالج کھولے جائیں۔ اس مقصد کے لئے اگر مالی مشکلات درپیش ہوں تو مخیر حضرات سے مدد لی جائے۔ ہم اس مقصد کے لئے ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرواتے ہیں۔

کسی میڈیکل کالج میں ڈبل شفٹ کر کے باقی طلباء کو بھی موقع دیا جائے۔

موجودہ لسٹوں کی اشاعت فوری طور پر روک کر سب سے پہلے ڈومیسائل اور غلط اسناد کی انکوائری کی جائے۔ اور جب تک ہمارا فیصلہ نہ ہو جائے اس وقت تک لسٹیں نہ لگائی جائیں اور داخلہ حاصل کرنے والے طلباء کی لسٹیں مکمل کوائف کے ساتھ مہیا کی جائیں۔

تمام پروفیشنل کالجز اور میڈیسن فیکلٹیز میں داخلے وفاقی حکومت کے زیر انتظام بلا صوبائی تفریق اہلیت کی بنیاد پر کئے جائیں اور تمام مخصوص نشستیں ختم کی جائیں۔ یا صوبائی پنجاب کو آبادی کے تناسب سے میڈیکل کالجوں میں نشستیں دی جائیں۔

اور آخر میں ہم جذبۂ حب الوطنی اور جذبہ خدمتِ خلق سے سرشار ہو کر یہ سکیم پیش کرتے ہیں کہ جس طرح آرمڈ فورسز میڈیکل کالج میں داخلہ کے لئے ملٹری سروس لازمی ہوتی ہے اسی طرح ہم تمام طلباء اسی طرح کا قدم اٹھانے کے لئے ایک سکیم

Scheme For M.B.B.S doctors for the service in rural areas

پیش کرتے ہیں جس کے تحت ایف۔ ایس۔ سی فرسٹ ڈویژن طلباء کو میڈیکل کالجوں میں دیہی طبی سروس سکیم پیکیٹ کے تحت اپنے آپ کو پابند کرنے کی پیشکش کرتے ہیں۔

ہم نے مندرجہ بالا مطالبات میں ہر طرح سے حکومت کی مجبوریوں کا خیال رکھا ہے اور ہم اب امید کرتے ہیں کہ حکومت ان پر فوری طور پر ٹھنڈے دل سے ہمدردانہ غور کر کے ضرور ہمارے مطالبات تسلیم کرے گی۔

ع۔ منصور



چین۔ ویتنام تعلقات میں کشیدگی کے اسباب

حالیہ دنوں میں عوامی جمہوریہ چین اور سوشلسٹ جمہوریت ویت نام کے درمیان کشیدگی ایک نئے مرحلے میں داخل ہو گئی ہے جس سے پورے ایشیا میں بالعموم اور جنوب مشرقی ایشیا میں بالخصوص بجا طور پر تشویش پائی جاتی ہے اس لئے کہ چین اور ویت نام دونوں نہ صرف ایشیائی ملک ہیں بلکہ ویت نام کی طرح چین بھی اپنے آپ کو ایک ترقی پذیر اور تیسری دنیا سے تعلق رکھنے والا ملک سمجھتا ہے ۔ اس طرح ان دونوں ملکوں کے تعلقات میں کشیدگی سے ایک نئے بین الاقوامی معاشی نظام کے قیام کی جدوجہد میں تیسری دنیا کو جس یکجہتی کی ضرورت ہے اسے بھی نقصان پہنچے گا۔ ان دونوں ملکوں کے درمیان تنازعہ اس لئے بھی افسوسناک ہے کہ ویت نام کی طرح چین بھی اپنے آپ کو ایک سوشلسٹ ملک کہتا ہے ۔

اگرچہ ویت نام اور چین کے درمیان کشیدگی کا حالیہ سبب ویت نام میں مقیم چینی باشندوں کا سوال ہے مگر دونوں ملکوں کے درمیان کافی عرصے سے بدگمانیاں پائی جاتی ہیں ۔ ۱۹۶۰ء کے بعد کے سالوں میں جب روس اور چین کے درمیان اختلافات نے شدت اختیار کی تو چین کو یہ توقع تھی کہ ویتنام چین کا ساتھ دے گا لیکن امریکی جارحیت کے خلاف جدوجہد کے مشکل دنوں میں ویت نام کے لئے سوشلسٹ کیمپ کے اختلافات میں کسی کا ساتھ دینا ویت نام کے لئے ممکن نہیں تھا، اس لئے اس نے روس۔ چین اختلافات میں غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کیا لیکن اس کے باوجود وہ ان اختلافات کے مضر اثرات سے نہیں بچ سکا کیونکہ چین میں "تہذیبی انقلاب" کی مہم کے دوران چین نے اپنے علاقے سے ویت نام کو روس کی فوجی اور معاشی امداد بھیجنے پر پابندی لگا دی ۔ بعض حلقوں کا خیال ہے کہ اس زمانے میں چین نے وہ میزائل اور راکٹ بھی ضبط کر لئے جو روس نے چین کے راستے سے ویت نام بھیجے تھے اور انہیں کھول کر ان کی تیکنیک معلوم کر لی تاکہ خود اس قسم کے میزائل اور راکٹ بنا سکے ۔ بہرحال ویت نام بھیجی جانے والی روسی امداد کو چین کی جانب سے راستہ نہ دینے کی وجہ سے روسیوں کو سمندری راستہ اختیار کرنا پڑا جو طویل ہوتا تھا اور اس طرح روس سے ویت نام جو امداد دنوں میں پہنچتی تھی وہ مہینوں میں پہنچنے لگی ۔ یہ صورتحال اس وقت اور سنگین ہو گئی جب امریکہ نے خلیج ٹونکن میں بارودی سرنگیں بچھا کر شمالی ویت نام کی واحد بندرگاہ ہائی فونگ کی ناکہ بندی کر دی اور روسی جہازوں کو ویت نام کی بندرگاہ میں داخل ہونا ناممکن ہو گیا تھا۔ بعض مبصرین کا خیال ہے کہ ویتنام کو بھیجی جانے والی روسی امداد کے چینی علاقے سے گذرنے پر پابندی لگانے سے چین کا مطلب ویت نام کے لئے مشکلات پیدا کرنا نہیں تھا بلکہ روس اور امریکہ کے درمیان تصادم کرانا تھا۔ اس غرض سے چین نے اپنے آپ کو پہلے ہی ویت نام کی جنگ سے الگ کرنا شروع کیا تھا۔ چنانچہ ویت نام پر امریکی بمباری کی مہم شروع ہونے سے پہلے چین نے کئی بار کھل کر اعلان کیا کہ وہ ویت نام کی جنگ میں فریق نہیں ہے اور نہ ہی وہ ویت نامیوں کو چینی علاقہ استعمال کرنے کی اجازت دے رہا ہے ۔ چین کے ان اعلانات کے بعد ہی امریکہ نے ویتنام پر بمباری شروع کی اور اپنی باقاعدہ فوج اتاری ۔

بحیرہ جنوبی چین میں تیل کی موجودگی کے امکانات روشن ہونے کے بعد چین ۔ ویت نام تعلقات میں تلخی کا ایک اور عنصر داخل ہو گیا۔ اس لئے کہ چین نے بحیرۂ جنوبی چین کے دو سو سے زائد جزائر پر جو ویت نام اور جنوب مشرقی ایشیا کے دیگر ملکوں میں شامل ہیں" اس بنیاد پر اپنی ملکیت کا دعوی کر دیا کہ چینی شہنشاہوں کے زمانے میں یہ جزائر چین کے قبضے میں تھے ۔ ازاں بعد ۱۹۷۵ء میں ویت نام میں امریکہ کی شکست سے چند ماہ قبل چینی فوجوں نے جنوبی ویت نام کی فوجوں کے ساتھ ایک مختصر سی جھڑپ کے بعد پیراسیل نامی ویت نامی جزائر پر قبضہ کر لیا اور ویت نام امریکہ جیسی سپر پاور کے ساتھ مصروفِ جنگ ہونے کی وجہ سے چین کے اس اقدام پر اپنے ردِ عمل کا اظہار بھی نہیں کر سکا۔

جنگ میں ویتنام کی جیت اور ملک کے دونوں حصوں کے اتحاد کے بعد بھی توقعات کے برعکس چین۔ ویت نام تعلقات نہ صرف بدستور سرد مہری کا شکار رہے بلکہ چین نے بوجوہ جنگ زدہ معیشت کی بحالی اور ملک کی تعمیر نو کے لئے ویت نام کو دی جانے والی امداد بھی روک دی ۔ اس عرصہ میں ایک آزاد اور خود مختار ملک کی حیثیت سے بین الاقوامی

معاملات اور سوشلزم کی تعمیر کے نظریاتی مسائل پر اپنے موقف کا کھل کر اظہار کرنا شروع کیا جو چین کے نظریات اور توقعات سے میل نہیں کھاتے تھے۔

ویت نام کی جیت کے بعد لاؤس اور کمبوڈیا میں بھی امریکہ اور اس کے حامیوں کو شکست ہوئی اور اس کے نتیجے میں کمبوڈیا میں ایک چین نواز حکومت قائم ہو گئی گو کہ کمبوڈیا کی آزادی کی جد و جہد کے دوران میں ویت نام نے بساط بھر کمبوڈیا کی کھیمر روج کی مدد کی تھی مگر اقتدار سنبھالنے کے بعد سے چینی اثر کے نتیجے میں کمبوڈیا کی نئی حکومت کا رویہ ویتنام کے ساتھ معاندانہ رہا ہے۔ چنانچہ گذشتہ چند ماہ سے کمبوڈیا کی فوجیں ویت نام کی سرحد کے اندر گھس کر فوجی کارروائیاں کر رہی ہیں اور اس کے نتیجے میں دونوں ملکوں کی فوجوں کے درمیان شدید جھڑپیں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ اس تنازعہ میں چین واضح طور سے کمبوڈیا کا ساتھ دے رہا ہے۔

حالیہ دنوں چین اور ویت نام کے تعلقات میں ایک نیا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے جو ویت نام میں آباد چینی نژاد شہریوں کا ہے۔ چین کے ذرائع ابلاغ اور سرکاری حکام الزام لگا رہے ہیں کہ ویت نام کی زیادتیوں کی وجہ سے بہت سے چینی نژاد ویت نامی سرحد پار کر کے چین میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس طرح ویت نام کی آزادی کے بعد چین نے پہلی دفعہ براہ راست ویت نام کے ساتھ تعلقات پر منفی اثرات مرتب کرنے والا ایک سوال اٹھایا ہے۔

ادھر ویت نام نے بھی، جس نے آج تک چین کے ساتھ اپنے اختلافات ظاہر نہیں کئے تھے پہلی بار بین الاقوامی سطح پر چینی موقف کو غلط بیانی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ویت نام کی خبر رساں ایجنسی (وی۔ این۔ اے) نے پچھلے دنوں ویت نامی دفتر خارجہ کے ایک ترجمان کا بیان شائع کیا جس میں کہا گیا ہے کہ بیرون ملک مقیم چینیوں سے متعلق چین کی ریاستی کونسل کی کمیٹی کا ویت نام میں چینیوں پر زیادتی سے متعلق الزام چینیوں کے بارے میں ویت نام کی پالیسی کو مسخ کر کے پیش کرنے کی کوشش ہے۔ چینی اخبارات ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے حالیہ دنوں میں ویت نام میں مقیم چینی باشندوں کے بارے میں حقائق کو مستقل طور پر توڑ مروڑ کر پیش کرنا شروع کیا ہے۔

ان الزامات پر ویت نام کے عوام اور حکومت کو حیرت ہوتی ہے اور انہیں سختی سے رد کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ویت نام میں آباد چینیوں کو ویتنامیوں کے مساوی حقوق و مراعات حاصل ہیں جبکہ چین میں مقیم ویت نامیوں کو بہت کم حقوق حاصل ہیں۔ اس صورتحال پر گذشتہ بیس سال سے ویت نام نے بار بار توجہ دلائی ہے مگر اب تک صورتحال میں کوئی بہتری نہیں ہوئی ہے

اس وقت جنوبی ویت نام میں صنعت اور تجارت کے شعبوں میں سوشلسٹ تبدیلیاں لائی جا رہی ہیں۔ جنوبی ویت نام کی تجارتی بورژوازی میں چینی نژاد ویت نامی بھی شامل ہیں۔ ان میں سے بعض نے طبقاتی منافرت کے جذبات کے تحت ان تبدیلیوں کو ناکام بنانے کے لئے پوری کوشش کی

بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ ویت نام کی سرحد پر کمپوچیا کی جارحانہ فوجی کارروائیوں کے بعد ویت نام میں چینی قومیت کے باشندوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ "چین ویت نام کے خلاف کمپوچیا کی حمایت کر رہا ہے اس لئے جلد ہی چین اور ویت نام کے درمیان جنگ چھڑ جائے گی اور ویت نام میں چینیوں کے لئے خطرہ ہے۔ اس لئے چینی حکومت نے چینی تارکین وطن سے کہا ہے کہ وہ جلد از جلد ویت نام کو چھوڑ کر وطن واپس آئیں اور جو تارکین وطن واپس آنے میں ناکام رہیں گے انہیں غدار سمجھا جائے گا" جس کی وجہ سے ویت نام میں آباد بہت سے چینی نژاد باشندے ویت نام چھوڑ کر چلے گئے۔ اس سلسلے میں حقائق ویت نام میں آباد چینیوں کو چین واپس بلانے کی کوششوں کی بھی نشاندہی کرتے ہیں۔ جہاں تک ویت نام میں آباد چینی باشندوں کے خلاف انتقامی کارروائیاں کرنے اور انہیں تنگ کرنے کے الزامات کا تعلق ہے ان کا مقصد جان بوجھ کر ویت نام میں سوشلسٹ تعمیر میں مشکلات پیدا کرنا، چینیوں اور ویت نامیوں کے درمیان بدگمانی پیدا کرنا اور دونوں قوموں کے درمیان دوستی کو نقصان پہنچانا ہے۔

ویت نام کے دفتر خارجہ کے ترجمان کے بیان میں کہا گیا ہے کہ سوشلسٹ جمہوریہ ویتنام ان تمام لوگوں کے بارے میں انسان دوست پالیسی پر عمل پیرا ہے جو مختلف ملکوں سے ویت نام آتے ہیں اور ویت نام کے خلاف امریکہ کی جارحانہ جنگ میں شریک تھے۔ اب انہوں نے ویت نام میں سکونت اختیار کی ہے اس لئے سوشلسٹ جمہوریہ ویت نام کی جانب سے چینی باشندوں کے خلاف انتقامی کارروائی کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

بیان میں آگے چل کر کہا گیا ہے کہ ویتنام کی کمیونسٹ پارٹی، حکومت اور عوام، ویت نام اور چین کی دوستی کو قائم رکھنے کے لئے بساط بھر کوشش کر رہے ہیں۔ ویت نام اور چین کے درمیان کئی متنازعہ مسائل ہیں جنہیں ویت نام مذاکرات کے ذریعے پر امن طور پر حل کرنے کی خواہش کا اظہار کرتا رہا ہے۔ اپنی اس سیاسی سوچ پر عمل کرتے ہوئے ویت نام یہ تجویز پیش کرتا ہے کہ اس پروپگنڈہ مہم کو بند کر دیا جائے، جو دونوں ملکوں کی دوستی کے لئے نقصان دہ ہے اور یہ تجویز کرتا ہے کہ چینی نژاد باشندوں کے مسئلے کو دونوں ملکوں کے عوام کی دوستی اور مفادات کے تقاضوں کے مطابق حل کرنے کے لئے مذاکرات کی خاطر دونوں حکومتوں کا ایک اجلاس جلد ہونا چاہیئے۔

ویت نام خبر ایجنسی کی ایک اور اطلاع کے مطابق ویت نام میں چین کے سفیر نے ویت نام کے نائب وزیر خارجہ سے ملاقات کی اور انہیں اپنی حکومت کا ایک احتجاجی مراسلہ دیا جسے پڑھ کر وزیر موصوف نے چینی باشندوں پر زیادتیوں سے متعلق چینی الزامات کو مسترد کر دیا۔ اپنے اس مراسلے میں چین نے کہا ہے کہ ویت نام سے چینی باشندوں کے انخلاء کیلئے جہاز بھیج رہا ہے۔ ویتنامی وزیر نے چین کی یہ تجویز متعلقہ حکام کو روانہ کرنے کا وعدہ کیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا چین علاقے کی ایک بڑی طاقت کی حیثیت سے علاقہ میں خیر سگالی اور باہمی تعاون کو فروغ دینے میں مدد دیگا یا کشیدگی پھیلانے میں، کیونکہ کشیدگی بہر حال نہ صرف چین اور اس کے پڑوسیوں کے مفاد میں نہیں ہے بلکہ پوری دنیا کے انسانوں کے مفادات سے متصادم ہے۔ جس کی وجہ آج پوری دنیا میں امن، ترقی اور جمہوریت کی قوتیں کشیدگی کو ختم کرنے اور خیر سگالی اور باہمی مفاہمت کو فروغ دینے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔

م۔ا۔ ملتانی

پاکستان فلاحی مملکت یا پولیس سٹیٹ؟

پولیس کا ہے ڈنڈا کمر آپ کی۔

پاکستان فلاحی مملکت ہے پولیس اسٹیٹ نہیں۔ چیف سیکریٹری پنجاب مسٹر مسعود نبی نور نے کہا ہے کہ حقوق العباد کی محافظ ہونے کی حیثیت سے پولیس کو چاہیئے کہ وہ اپنے فرائض پوری دیانت داری اور خدمت کے جذبہ کے ساتھ انجام دے۔ وہ پولیس اور عوام کے تعلقات کے موضوع پر ایک دو روزہ سیمینار کا افتتاح کر رہے تھے۔

۱۸ مئی ۷۸ء کی صبح اٹھتے اخبار امروز ملتان پر نظر پڑی تو تین کالمی سرخی سے لگی ہوئی اس خبر پر نظر پڑی۔ دیکھتے ہی دیکھتے آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور ایک ہلکی سی قلب میں جنبش محسوس ہوئی کہ شائد کسی کو پولیس کی اصلاح کی فکر دامن گیر ہوئی ہے لیکن خبر کے مندرجات ملاحظہ کرنے کے بعد بقول

احساس مروت کچل دیتے ہیں حالات

یہ احساس اتنی ہی جلد ختم ہو گیا جتنی تیزی سے ابھرا تھا اس لئے کہ مندرجات میں بتلایا گیا تھا کہ چیف سیکریٹری پنجاب نے ایک سیمینار کے افتتاح کے موقع پر یہ باتیں کہی ہیں۔ ایسے موقع پر یہی کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن اس تلخ حقیقت کا تجربہ تو ان مظلوم عوام کو ہے جو آئے دن پولیس کے مظالم کا شکار ہوتے رہتے ہیں اور ان کے لئے کوئی فریاد رس نہیں ہوتا۔

پاکستان کے عوام کو بہت ہی کم بلکہ نہ ہونے کے برابر اپنی پولیس پر اعتماد ہے۔ گذشتہ دنوں کچھ ضرورت سے زیادہ جب اخبارات میں یہ اشتہارات آنے لگے کہ

پولیس کا ہے فرض مدد آپ کی

تو بہت سے لوگ ان فوٹوؤں کی تصاویر دیکھ کر دنگ رہ جاتے کہ کبھی کسی اسٹیشن، چوک، شاہراہ اور دیگر انتظامی مقامات پر اس تصویر کی حقیقت تو کبھی نظر نہیں آئی۔ جانے یہ اخبارات والے یہ تصاویر کہاں سے لے آتے ہیں۔

جناب مسعود صاحب نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ پاکستان، پولیس اسٹیٹ نہیں بلکہ فلاحی مملکت ہے۔ عوام کا تو اس پر اعتماد ہے گو گاہے بگاہے پولیس کے اہلکار اپنی بے رحمی سے عوام کو تکلیفیں پہنچاتے رہتے ہیں۔ تاہم یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ خود پولیس پاکستان کو پولیس اسٹیٹ ضرور سمجھتی ہے اس لئے کہ اس کے پاس لتنے اختیارات موجود ہیں کہ وہ صحیح آدمی کو غلط مقدمات میں ملوث اور شامل تفتیش کر سکتی ہے۔

ان اختیارات کی موجودگی میں وہ جس مجرم کو چاہے پناہ دیدے اور جس شریف النفس کو چاہے قابل سرزنش بنا دے۔ جس راہگیر کو چاہے پکڑ کر یہ کہدے کہ آپ مطلوب ہیں۔ تھانے لے جا کر اس کی پٹائی کر دے۔ شراب اور چرس کی برآمدگی کا الزام لگا دے۔ مظلوم شہریوں کو ان کی اس دست درازی سے کوئی نہیں روک سکتا۔

پولیس کو دیکھ کر کسی پاکستانی کو اپنے تحفظ کا احساس ہونے کی بجائے جان کے لالے پڑ جاتے ہیں اور پولیس کے رویے کے پیش نظر فوراً جیب کی طرف نظر تو جاتی ہے۔ اگر ایک دو سیگرٹ ڈبی کی رقم جیب میں موجود ہے تو زندگی کے احساسات باقی رہتے ہیں نہیں تو زمین پاؤں کے تلے سے، عقل دماغ سے اور روح جسم سے نکل جاتی ہے۔

اور یہ تو بارہا دیکھنے میں آیا ہے کہ جتنی بڑی چوری ہوئی اکثر و بیشتر خود اہلکاران پولیس اس میں صرف شامل ہی نہیں بلکہ "باضابطہ حصہ دار" بھی ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک میں چوری کوئی عیب نہیں بلکہ ایک تفریحی مشغلہ اور کسی اور کسی ادچھی دھاک بٹھانے کے لئے یہ کاروبار کیا جاتا ہے۔ یا کسی انتقامی جذبہ کی تسکین کی خاطر قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا جاتا ہے اور اس تفریحی شوٹنگ میں چوروں کو پولیس کا تعاون اور تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ بڑے بڑے زمیندار اور وڈیرے قسم کے لوگ جو دیہاتوں میں چوری کی وارداتوں کے ذمہ دار ہوتے ہیں، ان کی گرفتاریاں عمل میں نہ آنے کے برابر اور گرفتار ہو بھی جائے تو ان سے سلوک "نوابوں والا" ہی ہوتا ہے۔ الغرض قوم کو یہ احساس بالکل نہیں کہ قانون کو نافذ کرنے والے یہ ادارے جن کو عوام کے ٹیکس کے ذریعے تنخواہیں فراہم کی جاتی ہیں ان کے جان و مال کا تحفظ کرتے ہیں اور ان کی مدد کرنے کے بعد خود عوام بھی ان کی مدد دل سے کریں [illegible] عوام [illegible]

پر مجبور ہیں کہ پولیس کا طریق کار اس سے مختلف ہے اور وہ تو یہ سمجھتی ہے کہ

پولیس کا ہے ڈنڈا لکھ راپ کی

اس لئے اندریں حالات پولیس کو اتنا با اختیار ادارہ بنانا کہ جس شریف شہری کو چاہے وہ مطلوب بنا کر گرفتاری عمل میں لے آئے اور یا اس پر کوئی دوسرا الزام لگا دے۔ ان حالات کی موجودگی میں عوامی تعاون پولیس کو حاصل نہیں ہوسکتا۔

پھر پولیس جس ملزم کو گرفتار کرتی ہے اس کے لئے کسی ضابطہ پر عمل نہیں کیا جاتا۔ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے والے افراد کو بھی من مانی سزا دی جاتی ہے حالانکہ قانون میں اس کی ہرگز گنجائش نہیں ہوتی۔

حالیہ تحریک میں اوّل تو پولیس کے مجاہد عوام کے مقابلہ سے گریز کرتے۔ جہاں کہیں ایک آدھ قومی اتحاد کا کارکن پکڑا گیا۔ تو پولیس کے سپاہی اس طرح اس پر پل پڑے کہ ایک ہی آدمی کو دس بارہ افراد لاٹھیوں سے مار مار کر ادھ مُوا کر دیتے اور قانون ان پر کسی قسم کی گرفت نہیں کرتا اور جو یہ شکایت کرے وہ مزید مشکلات سے دوچار ہونے کو تیار رہے۔

ٹریفک پولیس کا یہ دھندا تو عام دیکھنے میں آتا ہے اور اس کے ہزاروں چشم دید گواہ بھی بکثرت موجود ہیں کہ جہاں ان کو ذاتی ضرورت کے استعمال کے لئے کسی سواری کی ضرورت پیش آئی اور مابدولت وردی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی بھی رکشا ٹیکسی پر جا سوار ہوئے۔ اور نہ پوچھے پیسے اور حکم دیا کہ چلو ہمیں چھوڑ کر آؤ۔ آخر اس کا کیا جواز ہے؟ اگر کوئی ڈرائیور مطالبہ کر دے کہ صاحب پیسے؟ تو چالان بک سامنے کر دی اور جرم ضعیفی کی ناگہانی موت نے اس کو نقد نیند سُلا دیا اور جو کچھ پہلے کمایا اس کو غنیمت سمجھتے ہوئے عافیت سے واپس ہوئے —— اس کا بھی کیا جواز ہے؟ کیا پولیس کا یہ ذہن غمازی نہیں کرتا کہ وہ پاکستان کو فلاحی مملکت نہیں اور اس کے شہری کو فلاحی مملکت کا باشندہ نہیں بلکہ پاکستان کو پولیس سٹیٹ سمجھتی ہے اور اس کے باشندہ کو پولیس سٹیٹ کا زرخرید غلام۔

ریلوے پولیس جو کچھ روزانہ کرتی ہے وہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں۔ جس کو جس کام کی ضرورت ہے وہ فوراً مول لگتا ہے اور ریلوے ٹرین میں تمام مشکلات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

مسٹر مسعود نبی نور نے مزید کہا کہ ماضی میں اقتدار میں رہنے والے افراد کی غلط پالیسیوں نے اس ادارہ سے غلط فائدہ اٹھایا اور اس طرح عوام پولیس سے دُور ہو گئے

یہ بھی درست ہے ہمیں اس سے انکار نہیں کہ سابقہ حکومتوں نے پولیس کو ذاتی اغراض کے لئے آلۂ کار بنایا مگر اقتدار کے مارشل لا حکومت کو منتقل ہونے کے بعد بھی اس ادارہ نے کوئی قابلِ ذکر عوام کی خدمت سرانجام نہیں دی بلکہ قانون کی دافر طاقت نے انکو مضبوط تر کر رکھا ہے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ پولیس کے اختیارات میں کمی کی جائے اور انکی تربیت ایسے ماحول میں کی جائے جو ان کو انسانوں سے انسانوں ... کا سلوک کرنے کی طرف راغب کرے اور درندگی و خونخواری میں کمی ہی واقع نہ ہو بلکہ اس کا قلع قمع کیا جا سکے۔ یہ بات ان کے ذہن میں کوٹ کوٹ کر بھر دی جائے کہ وہ بھی کسی اور طاقت کے سامنے جوابدہ ہیں۔ اس لئے مجرم بعد از سزا حسبِ جرم سرزنش کا مستحق سمجھا جائے۔

پولیس کا اس خاص طریق کار کا بھی نوٹس لینا چاہیئے کہ مطلوبہ مجرم نہیں ملتا تو مجرم کے بوڑھے والدین۔ اقربا۔ بیوی بچوں کو ہرگز نہ پریشان کیا جائے۔ یہ بات تقریباً پولیس کے محکمہ کا معمول بن کر رہ گئی ہے کہ جستجو اور تلاش کی بجائے ایک دو جگہ گئے اور آسان نسخہ استعمال کیا۔ مجرم کے والد یا کسی اور عزیز کو گھر سے گرفتار کر لیا گیا۔

ہمیں امید ہے کہ ارباب حکومت اس محکمہ کی بہتری کی طرف خصوصی توجہ دیں گے تاکہ ملک میں ہر شہری باعزت طریق سے زندگی بسر کر سکے۔ اور واقعتاً پاکستان ایک فلاحی مملکت بن سکے۔ پولیس سٹیٹ نہ بنے۔



محمد اسحٰق عباسی

آزاد کشمیر

آزاد جموں و کشمیر میں مظاہرے اور ان کی ذمہ داری؟

مسٹر بھٹو کے لئے ان کی پارٹی کے مخصوص طبقہ نے ہمدردی کا اظہار کیا چونکہ مسٹر بھٹو کی سرپرستی میں ایسے لوگوں نے تجوریاں بھری تھیں۔ بعض غیر ممالک سے مسٹر بھٹو کے سیاسی نظریہ کے ہمسفروں نے ہمدردی کا اظہار کیا یہ بھی قابلِ فہم ہے۔ بھارت سے بعض لوگوں نے ہمدردی کا اظہار کیا تو دنیا جانتی ہے مسٹر بھٹو نے دراصل جو کام کیا وہ بھارتی تیس سال میں نہ کر سکے۔ اس لئے اگر بھارت سے مخصوص طبقہ نے ہمدردی کا اظہار کیا تو بات بھی سمجھ میں آتی ہے مگر مقامِ غور یہ ہے کہ ریاست جموں و کشمیر سے کس خوشی میں اہلِ کشمیر نے بھٹو کی حمایت کی۔ ریاست سے وسیع پیمانے پر یا محدود پیمانے پر مظاہرے ہوئے یا ایک ہی شخص نے ہمدردی کا اظہار کیا مگر ایسا ہوا کیوں؟ ریاست میں جن لوگوں نے بھٹو کی حمایت کر کے اہل کشمیر کے غیور مسلمانوں کی تذلیل کی اس کا ذمہ دار کون ہے؟ آزاد جموں و کشمیر کے بعض ہفت روزہ جرائد میں یہ تحریر کر کے کہ چند لوگوں نے بعض مقامات پر مظاہرے کئے اپنا حق ادا کر دیا۔ یہ معمولی واقعہ نہیں ہے کہ طنزیہ خبر چسپاں کر کے مطمئن ہو جائیں۔ اس واقعہ نے تاریخ تحریک آزادئ کشمیر میں ایک سیاہ باب کا اضافہ کیا ہے جو اہل کشمیر کے غیور انسانوں کے لئے ایک ناقابلِ فراموش حادثہ ہے۔ چونکہ مسٹر بھٹو کے دور میں تحریک آزادئ کشمیر کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکا گیا تقسیم کشمیر پر عمل کیا گیا۔ اہل کشمیر کی طویل صبر آزما جہاد آزادی کے ذریعہ حاصل کردہ آزاد حصّہ کو بھی بھارت کے حوالے کرنے سے دریغ نہیں کیا گیا۔ حق خود ارادیت کو پامال کیا گیا۔ حق رائے دہی کو جبراً چھینا گیا۔ داخلی خود مختاری کو ختم کیا گیا، حتیٰ کہ وہ کونسا ظلم ہے جو روا نہیں رکھا گیا۔ اس کے باوجود اہل کشمیر کے بعض افراد نے آخر کیوں یہ حرکت کی؟ جبکہ ۱۹۴۷ء کے بعد ایسے حادثات رونما ہوئے جنہوں نے نہ صرف اہل کشمیر و سرزمین کشمیر کو ہلا کر رکھ دیا بلکہ پوری دنیا دنگ رہ گئی۔ ایسے واقعات پر اہل کشمیر کی غیرت نہ جاگی، اہل کشمیر کے جذبات مشتعل نہ ہوئے، اہل کشمیر بیدار نہ ہوئے مثلاً تیس سال سے بھارت نے سرزمین کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کیا ہوا ہے اور اہل کشمیر جو مقبوضہ سرزمین میں زندگی بسر کر رہے ہیں ان پر عرصۂ حیات تنگ کیا گیا، نوجوان لڑکیوں کو پابند سلاسل کیا۔ نوجوان لڑکوں کو اپاہج بنایا گیا۔ بربریت کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ تاتاری بھی شرما جائیں۔ اہل کشمیر کے اسّی لاکھ مظلوم انسانوں کا مسلمہ بنیادی حق جبراً چھینا۔ اہل کشمیر کی سرزمین کو تقسیم کیا مگر اس ظلم و بربریت کے خلاف تو اہل کشمیر نے مظاہرے نہ کئے۔

۱۹۴۹ء سے لیکر ۱۹۵۸ء تک پاکستان کے حکمرانوں نے آزاد کشمیر کے حکمرانوں کو ایک جوائنٹ سیکرٹری کے ماتحت رکھا جس نے جب چاہا ایک کو اٹھا لیا دوسرے کو بٹھا دیا۔ دو ماہ بعد اسے اٹھا کر تیسرے کو بٹھایا یا سال کے اندر کئی کئی مرتبہ ایسا کیا گیا مگر اہل کشمیر تماشا دیکھتے رہے۔ ۱۹۶۴ء میں مسٹر کے۔ ایچ۔ خورشید جو طاقتور حکمران تھا اسے اٹھا کر دلائی میں بند کیا مگر اہل کشمیر کو غصّہ نہیں آیا۔ ۱۹۷۰ء میں مکمل داخلی خود مختاری پر مبنی ایکٹ منسوخ کر کے نیا ایکٹ یحییٰ نے دیا جس کی ایک دفعہ کے تحت اہل کشمیر پر پابندی لگا دی گئی کہ وہ اپنے وطن کی آزادی کے لئے آواز نہ اٹھا سکیں مگر اہل کشمیر خاموش رہے۔ ۱۹۷۲ء میں مسٹر بھٹو نے شملہ میں ریاست جموں و کشمیر کا سودا کیا مگر اس موقع پر بھی اہل کشمیر بیدار نہ ہوئے۔ ۱۹۷۳ء میں مرزائیت کے متعلق قرارداد پاس ہونے پر مسٹر بھٹو نے جو زیادتی کی اس پر بھی اہل کشمیر چپ رہے۔ ۱۹۷۴ء میں مسلم سربراہی کانفرنس میں اہل کشمیر کو نمائندگی نہ دے کر اہل کشمیر کی مسلم حیثیت کو بھی مسترد کر دیا گیا یعنی اہل کشمیر کو مسلم بلاک سے ہی خارج کیا گیا حتیٰ کہ بادشاہی مسجد کے محترم خطیب صاحب نے بھی اہل کشمیر کو دعا سے محروم رکھا مگر اس حق تلفی پر بھی اہل کشمیر کی غیرت نہ جاگی۔ مسٹر بھٹو نے تقسیم کشمیر کی دستاویز پر انگوٹھا لگانے کے لئے آزاد کشمیر میں پیپلز پارٹی قائم کی جو سراسر اہل کشمیر کے مسلمہ حق خود ارادیت کو عملاً پامال کر کے قائم کی گئی اور جن کرائے کے لوگوں نے پیپلز پارٹی کی بنیاد رکھی انہوں نے یوں حق نمک ادا کیا کہ جب اپریل ۱۹۷۴ء میں مسٹر بھٹو آزاد کشمیر کے دورے پر مظفرآباد آئے تو ان لوگوں نے بھٹو کی ہدایت پر یہ مطالبے پیش کئے کہ آزاد کشمیر کو پاکستان میں مدغم کیا جائے، آزاد کشمیر کو پاکستان کا صوبہ بنایا جائے۔ اس حق و انصاف کو تہ تیغ کرنے والے طرز عمل پر بھی اہل کشمیر سوئے رہے۔ ہاں جب میرپور آزاد کشمیر کے مقام پر مسٹر بھٹو اپنے ایجنٹوں سے ہاتھ کھڑے کروا کر فیصلہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے تو اہل کشمیر کے غیور نوجوان کی غیرت جوش میں آئی اور انہوں نے مسٹر بھٹو کو اس تباہ کن اقدام سے باز رہنے پر مجبور کر دیا۔ پھر مسٹر بھٹو نے سردار قیوم، سردار ابراہیم، مسٹر کے۔ ایچ خورشید کی حمایت سے ۱۹۷۰ء کا ایکٹ منسوخ کر کے

نیا ایکٹ دیا جس کے تحت، آزاد کشمیر کو جو حق خود ارادیت کی بنیاد پر ایک منفرد خطہ ارضی و تحریک آزادی کشمیر کا بیس کیمپ تھا اسے پاکستان کی میونسپل کمیٹی کی حیثیت میں بدل دیا۔ مسٹر بھٹو کی اس جارحیت پر بھی اہل کشمیر غفلت سے بیدار نہ ہوئے۔ شملہ معاہدہ کے تحت اندرا عبداللہ گٹھ جوڑ جو درحقیقت بھٹو اندرا سازش تھی۔ اس گٹھ جوڑ کی پیشین گوئی ایک سال پہلے کی گئی۔ اور ہڑتال کے متعلق بھی فرمایا گیا کہ جب یہ گٹھ جوڑ عمل میں آئے گا تو میں اہل کشمیر سے ہڑتال کی اپیل کروں گا۔ فروری ۱۹۷۵ء میں گٹھ جوڑ ہوا۔ بھٹو نے اپیل کی۔ ہڑتال ہوئی۔ جس ہڑتال کا مقصد گٹھ جوڑ کو ناکام بنانا مقصود نہ تھا بلکہ اصل مقصد یہ تھا کہ مقبوضہ کشمیر والوں کو اندرا ہڑتال نہیں کرنے دے گی جس سے یہ جواز پیدا کیا جائے گا کہ اہل کشمیر کی اکثریت نے اندرا عبداللہ فیصلے کو تسلیم کر لیا ہے اور مسٹر بھٹو سردار قیوم بری الذمہ قرار پائیں گے مگر مسٹر بھٹو یہ حقیقت فراموش کر بیٹھے کہ مظلوم کو جبر و تشدد سے وقتی طور پر دبایا تو جا سکتا ہے مگر اس کا ضمیر نہیں خرید جا سکتا تو مقبوضہ کشمیر والوں نے مسٹر بھٹو کا یہ منصوبہ خاک میں ملا دیا، اس پر بھی اہل کشمیر خاموش رہے۔ ۱۹۷۵ء میں آزاد کشمیر کے منتخب صدر کو اقتدار سے علیحدہ کیا گیا، اہل کشمیر کے ساتھ انتخاب کے نام سے فراڈ کیا گیا۔ اس فراڈ کے تحت اہل کشمیر کے اقتدار پر جبراً اخلاقی اقدار کو پامال کرتے ہوئے اپنے ایجنٹوں کو مسلط کیا۔ اس موقع پر اہل کشمیر کی غیرت دریائے نیلم میں غوطے کھاتی رہی سردار قیوم نے سازش کا شکار ہو کر تحریک آزادی کا پرچم ہی ختم کر ڈالا۔ اس پر بھی غیرت نہ آئی، مگر اب جبکہ اہل کشمیر کا دشمن مکافاتِ عمل کی زد میں اللہ تعالےٰ نے مکار کو اہل کشمیر پر کئے گئے ظلم کی پاداش میں جکڑا تو اہلِ کشمیر ہی میں سے بعض افراد نے اس کی حمایت کی۔

راقم اس موقر جریدہ کی وساطت سے پاکستان کی مارشل لاء حکومت سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ آزاد کشمیر میں پیپلز پارٹی پر پابندی عائد کی جائے اور ان لوگوں کو کشمیریوں کا نمائندہ تصور نہ کیا جائے۔ یہ لیڈر ہیں جبکہ نمائندہ جماعتوں کو فراموش کیا جا رہا ہے مثلاً جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر محاذ رائے شماری آزاد جموں و کشمیر کو نمائندگی کیوں نہیں دی جاتی۔ جبکہ جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر آج کشمیر میں اور مہاجرین جموں و کشمیر مقیم پاکستان کے حلقوں میں با اثر ہے جمعیت کے اکابرین نے جمعیت کے قیام سے قبل بھی آزاد کشمیر کی سیاست میں مرکزی کردار ادا کیا ہے جو محتاج وضاحت نہیں بالخصوص نہ صرف آزاد کشمیر میں بلکہ پاکستان میں بھی اسلامی آئین کے نفاذ کے لئے جمعیت کے اکابرین و اراکین ہمیشہ برسر پیکار رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جمعیت نہ صرف ایک مذہبی جماعت ہے بلکہ اس نے اپنے قیام کے فوراً بعد آزاد جموں و کشمیر کی سیاست میں اہم کردار ادا کیا ہے اور تحریک آزادی کشمیر کے متعلق ہمہ گیر پروگرام مرتب کیا ہے۔ آزاد جموں و کشمیر کی دوسری جماعتوں سے اشتراک پیدا کر کے آزاد جموں و کشمیر قومی اتحاد کے قیام کے لئے اہم کردار ادا کیا ہے اور جمعیت نہ صرف چند علماءِ کرام پر مشتمل ہے بلکہ اس کے فعال کارکن سینکڑوں کی تعداد میں آزاد کشمیر و پاکستان میں سرگرم عمل ہیں۔ اسی طرح آزاد جموں و کشمیر محاذ رائے شماری کی ملکی و ملی خدمات محتاج وضاحت نہیں بالخصوص مسٹر بھٹو کے دورِ حکومت میں تحریک آزادی کشمیر پر جو ستم ڈھایا گیا، مظلوم اہل کشمیر پر جو ظلم و زیادتی ہوئی اس کے خلاف محاذ کے جانثاروں نے ہر میدان میں ہر سطح پر ظلم کے خلاف آواز اٹھائی۔ حق خود ارادیت کی پاسبان اگر کوئی ریاستی جماعت ہے تو اس میں محاذ کا نام سرِفہرست ہے، جس جماعت کے کارکن نہ کبھی جھکے اور نہ بکے حالانکہ محاذ والوں کو ہمیشہ ستم کا نشانہ بنایا گیا مگر تعجب ہے کہ سردار قیوم خان، مسٹر ابراہیم خان، مسٹر خورشید کو اہلِ کشمیر کا نمائندہ تصور کیا جاتا ہے جنہوں نے اپنے اور پارٹی کے مفادات کو مظلوم انسانیت کے وسیع تر مفادات پر ہمیشہ ترجیح دی۔ پیپلز پارٹی جو صرف بھٹو کے ایجنٹوں پر مشتمل ٹولہ ہے، اس ٹولے کو قوم کا نمائندہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اہل کشمیر اس طرزِ عمل کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔

خود کردہ را علاج نیست

محمد ادریس
ملتان



گذشتہ ماہ پنجاب کے صوبائی دار الحکومت لاہور میں ایک معروف فلمی اداکارہ شبنم کے گھر ڈاکہ زنی اور چوری کی واردات ہوئی۔ چوری کی واردات میں ملوث بیشتر افراد گرفتار ہو چکے ہیں اس بیمانہ انداز سے کسی کے گھر بھی واردات ہو وہ قابل افسوس ہے۔ ڈاکہ کہیں ہو فعل شنیع ہے اور اس کو کسی بھی دلیل سے درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس ملک کے ہر باشندہ کی عزت آبرو، جان و مال کا تحفظ خود حکومت کا فرض ہے اور اس فرض کی کوتاہی کی صورت میں ہونے والی تمام تر واردات کی ذمہ داری حکومت پر ہو گی۔

اس واردات کے بعد خود مارشل لاء حکومت نے اس کو اپنے لئے چیلنج قرار دیا اور پولیس عملہ کو سرگرمی سے تفتیش کرنے کو کہا۔ تا حال رپورٹ کے مطابق اکثر افراد کو پولیس گرفتار کر چکی ہے۔ اس واقعہ سے ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ پولیس نے جس مستعدی سے چوری میں ملوث افراد کو گرفتار کیا ہے کیا اس میں پولیس نے اپنی عزت و آبرو کو بچانے کے لئے ایسا کیا ہے؟ ہمارے ذہن میں اس کا جواب مثبت ہے ورنہ دیہات کے وہ بے گھر بے خانماں افراد جن کے جانور کھل جاتے ہیں، ہل چوری ہو جاتے ہیں، پانی کاٹ دیا جاتا ہے ان کی ابتدائی رپورٹیں بھی قریبی تھانے درج نہیں کرتے۔ چہ جائیکہ عملی طور پر کارروائی کی جائے؟ پولیس کا یہ امتیازی سلوک انصاف و عدل کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے۔ پھر ایسے ملزمان کو جو کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے ہوں ان کو خود پولیس کے سامنے آنکھ اٹھانے کی جسارت نہیں ہو گی اس لئے کہ ہاتھ کی میل، ملی چکے ہوتے ہیں۔

موجودہ ملزمان جو گرفتار کئے جا چکے ہیں، ان میں ایک ملزم کا بیان اسی نوعیت کا ہے کہ ہم نے یہ تمام کارروائی پورے اطمینان کے ساتھ کی ہے اس لئے کہ پولیس کی کمزوریاں ہمارے سامنے تھیں اور وہ ہمارے سامنے گویا "کانے" تھے۔

اس واردات کے پس منظر میں بہت سے ایسے عوامل کار فرما ہیں جو ایسے واقعات کو جنم دے رہے ہیں اور وہ معاشرہ کے لئے سوہان روح بن رہے ہیں، اور کسی بھی شریف شہری کو وہ احساس حاصل نہیں جو کسی آزاد ملک کے باشندوں کو ہوا کرتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں جو دین سے بے زاری اور مذہب سے دوری کا رجحان بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے اس کی ذمہ داری خود ہمارے اوپر عائد ہوتی ہے۔ ذرائع ابلاغ کا بیشتر حصہ اور اس کے تمام تر وسائل اس پر صرف ہوتے ہیں جس میں اس قسم کے ڈرامائی انداز پیش کئے جاتے ہیں جو نئی نسل کے خالی ذہن میں مجرمانہ سرگرمیوں کے ارتکاب کے طریق کار کو پختہ کر دیتے ہیں۔ فلموں کے اندر ایسے سین پیش کئے جاتے ہیں جس سے معاشرہ کے اصلاح کی کوئی توقع نہیں کی جا سکتی۔

بچہ گھر سے حصول تعلیم کے لئے نکلتا ہے۔ درسگاہوں میں تعلیم کا معیار ختم ہو چکا ہے۔ وہاں بھی تعلیم و تربیت کا فقدان ہے۔ اساتذہ اور طلباء میں یہی بات چل رہی ہے فلاں سینما میں کونسی فلم ہے۔ فلاں جگہ کون سی فلم چل رہی ہے۔ استاد شاگردوں سے پوچھتے ہیں تو نے کون سی فلم دیکھی ہے۔ الغرض اساتذہ و تلامذہ میں جو ادب کا ایک حجاب ہوتا تھا زمانے کی بے حسی نے اس کو ختم کر دیا اور بچے بے باک ہوئے۔ نت نئے جرم کے نئے طریق کار جو ... اندر ... جو سب میں دیکھے جاتے ہیں۔ گھر ٹی۔وی موجود ہے یہاں بھی وہی سب کچھ موجود ہے جو اس ذہنی عیاشی کا سامان ہے اور معاشرہ کی اجتماعی شرافت کو ختم کرتی ہے۔ سینما گھروں میں اجتماعی گناہوں کے ارتکاب سے گناہ چھپ کر کرنے کا احساس ختم ہو جاتا ہے اور گناہ سمجھنے کی بجائے گناہ کو فیشن کے طور پر کیا جاتا ہے۔

اس لئے اگر معاشرہ سے ان جرائم کو ختم کرنا ہے تو اس کا طریق کار صرف یہ نہیں ہے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے جہاں مجرموں کو بلا امتیاز امیر و غریب سزا دینا ضروری ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ حکومت ان اسباب کو ختم کرے جو ایسے جرائم کی تخلیق کا باعث بنتے ہیں۔ کیا ہماری موجودہ فلمیں معاشرہ کے نوجوان نسل کو فاروق بندیال اور مظفر ملک جیسے افراد کو جنم نہیں دے رہی؟ پھر صرف ملزمان کو سزا دینے کی بجائے ایسے وسائل بھی یک قلم ختم کر دی جائیں ورنہ چند ملزمان کو سزا دینے کے بعد ملک میں امن و امان قائم ہو سکے گا۔

مارشل لاء حکومت نے اعلان کیا تھا کہ چوری کی سزا میں ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے۔ معلوم نہیں ابھی تک اس قانون پر کیوں عمل نہیں ہوا اور اب جبکہ ایسے افراد جو کھاتے پیتے گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں اور چوری کو ذہنی عیاشی کے طور پر مخلوق خدا کو تنگ کرتے ہیں ان کے ہاتھ بر سر عام کاٹ دیئے جائیں تاکہ مخلوق کو عبرت ہو اور مجرم اپنے کئے کی سزا بھگت سکیں۔

اسی طرح ان فلمی اداکاروں کو بھی شکوہ نہ ... جو کچھ ہوا ہے یہ طریق کار ... کا سکھایا ہوا ہے فلمی ... میں یہی کچھ دکھایا

بقیہ: صفحہ ۱۸

مسجد پر بمباری کے سلسلے میں مسلمانوں کی تشویش

جمعیۃ علمائے اسلام مکران ڈویژن کی ایک متفقہ قرارداد

تربت: ۱۹ مئی ۸۰ء کو جمعیت علماءِ اسلام مکران ڈویژن کے تمام عہدیداروں کا ایک غیر رسمی ہنگامی اجتماع ہوا جس میں مرغزتی کی مسجد کے اندر نمازیوں پر ذکری فرقہ کے شرپسندوں نے جو بمباری کی تھی اس کی شدید مذمت کرتے ہوئے اس پر شدید غم و غصّے کا اظہار کیا گیا۔ یہ ایک خالص سازشی کیس ہے جو اسلام دشمنی کی بنا پر ایک ایسے فرقے کی جانب سے تیار کیا گیا ہے جو نہ صرف اصولِ اسلام، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا سرے سے منکر ہے بلکہ اپنا الگ کلمہ شہادت بھی تجویز کیا ہوا ہے۔ ختم نبوّت کے کلی منکر ہیں اور حج بیت اللہ میں جا کر ادا کرنے کے بجائے تربت میں ایک پہاڑی پر جا کر ادا کرتے ہیں۔ اس طرح وہ پاکستان ایسی اسلامی مملکت میں حج اور بیت اللہ کی ہر سال توہین کرتے ہیں اور حکومت چپ سادھے ہوئے ہے۔

متفقہ قرارداد جو منظور کر کے جاری کی گئی:۔

۱۔ مسجد اور نمازیوں پر بمباری خالصتاً ایک سازشی کیس ہے جو پورے عالمِ اسلام کے خلاف کی گئی ہے جسے مقامی انتظامیہ نے ایک عام مقدمہ کی حیثیت دے کر ایک چار رکنی ٹریبونل میں منتقل کر دیا ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ اس ٹریبونل کو فوری طور پر ختم کر کے کیس کو مارشل لاء یا ہائی کورٹ میں بھیجا جائے۔

۲۔ جو ملزمان مفرور ہیں اور جن کے خلاف شہادتیں قلمبند کرائی گئی ہیں ان کو فوراً گرفتار کیا جائے۔

۳۔ موقع واردات پر جو اسلحہ اور بم استعمال ہوئے ہیں ان کو مجرموں سے لیکر حکومت کی تحویل میں لے لیا جائے کیونکہ یہ مسلمانوں کے لئے ایک مستقل خطرہ بنے ہوئے ہیں۔

۴۔ شاہی ولد گنگزار جو کیس کا ایک ملزم ہے اور سازشی گروہ کا سرغنہ ہے بلکہ مجروحین کی طرف سے جو استغاثہ دائر کیا گیا ہے اس میں ان کا نام بھی ہے۔ اس کے باوجود انہیں مذکورہ ٹریبونل کا ممبر مقرر کر کے مجرموں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اس کا فوری تدارک کیا جائے۔

۵۔ جن ملزمان کے نام استغاثہ میں درج ہیں اور جن کے خلاف شہادتیں فراہم ہوئی ہیں انکو فوراً گرفتار کیا جائے۔

۶۔ یحییٰ نامی ملزم جس کے خلاف شہادتیں قلمبند ہوئی ہیں اور اس سے حاضر اسٹیشن ہونے کی ضمانت لی گئی ہے لیکن اسکے باوجود وہ کراچی جا کر اسلام دشمن سرگرمیوں میں لگا ہوا ہے اسکی ضمانت ضبط کر کے اسے فوراً گرفتار کیا جائے۔

۷۔ ذکری فرقے کے لوگ "کوہ مراد" میں جا کر حج کرتے ہیں۔ خانہ کعبہ کے متوازی تربت میں ایک پہاڑی کو مقام حج مقرر کرنا جہاں بیت اللہ شریف کی توہین ہے وہاں پورے عالم اسلام کی غیرت کو ایک چیلنج ہے۔ تمام مسلمان حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ آئندہ سے "کوہ مراد" میں حج کرنے کی کسی ذکری کو اجازت نہ دیجائے۔ نیز چونکہ "کوہ مراد" خانہ کعبہ کے مقابلے میں بنایا گیا ہے اسلئے اس کے وجود کو اسطرح منہدم کر دیا جائے جسطرح یمن کے "صنعا" کو منہدم کر دیا گیا تھا۔

۸۔ ذکری لوگ چونکہ کافر ہیں، ختم نبوّت کے منکر ہیں بلکہ اپنے عقائد کی رو سے بد قادیانیوں سے بھی بدتر ہیں اس لئے انکو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے تاکہ مسلمانوں کے خلاف انکی فتنہ سامانیاں ختم ہو جائیں اور یہ مسئلہ آئین کی دفعہ موجود ہے۔

۹۔ بم کیس میں جو مسلمان زخمی ہوگئے ہیں آج تک ... سی قسم کا کوئی بیان نہیں لیا گیا ہے خود ان سے واقعہ کی تحقیق کی جائے۔

۱۰۔ کیس مذکور کی تحقیقات انتہائی سرد مہری سے کی جا رہی ہے اگر اسی سرد مہری سے کام لیا گیا تو خطرہ ہے کہ آئندہ ذکری کوئی مزید فساد پھیلائیں گے اس لئے ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ کیس کی تحقیقات اور اس کا فیصلہ جلد از جلد مارشل لاء عدالت کے ذریعہ کر دیا جائے۔

واضح رہے کہ ۲۶ مارچ ۸۰ء کو مکران ڈویژن سب تحصیل بلیدہ کے علاقہ مرغزتی میں تبلیغی جماعت کے مبلغین خدا کا دین خدا کے بندوں تک پہنچانے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ وہ جب اپنے

معمولات سے فارغ ہو گئے تو عشاء کی جماعت کھڑی ہو گئی اور پہلی ہی رکعت میں ذکری مذہب کے کچھ شرپسند عناصر نے مسجد میں نمازیوں کی صفوں کے اندر ایک دستی بم پھینکا۔ انکے کچھ اور ساتھیوں نے ان شرپسندوں کو نکالنے کے لئے قریب ہی پہاڑی پر سے گنوں سے فائرنگ شروع کر دی۔ دستی بم محراب کے قریب پھٹ گیا جس سے پیش امام اور آٹھ نمازی شدید زخمی ہو گئے اور بہت سے مسلمانوں کو چوٹیں بھی آئیں مسجد (خانۂ خدا) نمازیوں کے خون سے خون آلود ہو گئی اور در و دیوار کو کافی نقصان پہنچا۔

آج یہ مسجد ویران پڑی ہوئی کسی خدا کے بندے محمد بن قاسم اور طارق بن زیاد کی روحوں کو پکار رہی ہے مگر یہ

بقیہ: خود کردہ را علاج نیست

جاتا ہے اور یہی سکھایا جاتا ہے۔

عبوری حکومت کو چاہیئے کہ وہ غیر ملکی فلموں پر خصوصیت سے پابندی عائد کرے اور ملکی فلموں کو اگر جاری رکھنا چاہے تو محکمہ سنسر کا بھی احتساب کرے جو جرائم تخلیق کرنے والے فلموں کو پاس کر دیتے ہیں اور رشوت لے کر "سب صحیح" قرار دیتے ہیں۔

کیا ہمارے ملک کے صاحبِ ثروت لوگ اپنی اولاد کو خدا رسولؐ کا نہیں بلکہ خود اپنا بنانے کے لئے جوان کے لئے عصا پیری ثابت ہو ایسے اسباب سے دور رکھنے کی کوشش کریں گے جو کل ان کے لئے باعث ننگ و شرم بنتے ہیں۔

اسلام سے دوری نے ہمیں ذلت کے اس درجۂ انحطاط کو پہنچا دیا ہے کہ ہمیں کردہ احساس بھی مفقود نظر آتا ہے کہ ہم جرم کو جرم، دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن سمجھ سکیں اور ان میں امتیاز کر سکیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہم کسی قصر رفیع پر بیٹھنے والے ہیں۔ آنکھ کھلتی ہے تو ذلت کی گہرائیوں میں ہوتے ہیں۔ کب آنکھیں کھلیں گی اور ہم صحیح دیکھنا شروع کریں۔ کب دماغ سے کام لیں گے جو صحیح شعور اپنائیں گے۔ کس کس بات کا دکھ ہو کس کس بات کا رونا ہو۔ آخر ہم کب تک اسی شاخ کو کاٹتے رہیں گے جس پر سہانے مستقبل کی تعمیر کے خواب دیکھ رہے ہیں اور یہ خواب شرمندۂ تعبیر کیونکر ہو گا ــــ؟



حضرت صدیق اکبرؓ وہ مینارۂ نور ہیں جن سے رہتی دُنیا تک انسانیت رہنمائی حاصل کریگی

یہ وہ الفاظ ہیں جو معروف عالمِ دین علامہ ڈاکٹر خالد محمود ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی لندن نے جامع مسجد مولانا محمد ابراہیم صاحب انارکلی نے ایک جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہے۔ یہ جلسہ جمعیت علماءِ اسلام پاکستان کے ناظم مولانا محمد اجمل صاحب کی صدارت میں خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبرؓ کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے منعقد کیا گیا تھا۔

علامہ صاحب نے اپنے مفصّل خطاب میں جانشین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار کی مختلف جھلکیاں پیش کیں اور بتلایا کہ شاہ ولی اللہؒ کے ارشاد کے مطابق صدیقؓ نبوّت کی صلاحیتوں کا مالک ہوتا ہے بس صرف دیا سلائی دکھلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہوں نے معتبر روایات کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ جناب صدیقؓ کی ذات گرامی وہ تھی کہ جس نے زمانۂ جاہلیت میں بھی کوئی ایسی حرکت نہیں کی جو اس معاشرے میں عام طور پر کی جاتی تھیں اس لئے شاہ ولی اللہؒ ان کی فطرت کو فطرتِ انبیاء سے قرار دیتے ہیں۔

علامہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے مسرت ہے کہ سوئے ہوئے مسلمان انگڑائی لے رہے ہیں اور نظام شریعت کے نفاذ کی تحریک عام ہوتی جارہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نظام شریعت کے عملی خدوخال حضرات صحابہ کرام اور بالخصوص خلفاء راشدین اور ان میں سے بھی خاص کر حضرت صدیق اکبرؓ کی زندگی میں ملیں گے۔ انہوں نے صدیق اکبرؓ کی ایمانی استقامت، عملی جدوجہد، جذبۂ عشقِ رسول اور خدائے دین کی سربلندی کے لئے ان کی عملی قربانیوں پر روشنی ڈالی۔

صدرِ جلسہ حضرت مولانا محمد اجمل خاں صاحب نے علالتِ طبع کے پیشِ نظر مختصر خطاب فرمایا اور یہ بتلایا کہ صدیق اکبرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مناسبت و تعلق تھا اس کے پیشِ نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے آپؓ کو اپنی زندگی میں امامِ صلوٰہ بنایا جو دراصل آپؓ کی امامت و قیادت کا اشارہ تھا چنانچہ ملّت اسلامیہ نے آپ کو اپنا امام منتخب کر لیا۔ اور پھر آپ نے اسلام کے خلاف اٹھنے والی ایک ایک تحریک اور فتنوں کو اپنی قوّت ایمانی سے کچل دیا۔ منکرین زکوٰۃ اور منکرین ختمِ نبوت کا فتنہ بہت بڑا ہے۔ قرآن جمع کرنے کا مثالی کارنامہ سرانجام دیا۔

جمعیۃ علماءِ اسلام لاہور کے جنرل سیکرٹری سعید الرحمٰن علوی نے سیرت صدیقؓ پر خطاب کیا۔ مولانا میاں عبدالرحمٰن خطیب جامع مسجد ہٰذا نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔

سیاست دین سے جدا نہیں:

گذشتہ دنوں جیلانی مسجد شاہی بازار لاڑکانہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ممتاز عالم دین پیرِ طریقت مولانا عبدالکریم قریشی آف بیر شریف نے فرمایا کہ سیاست دین کا اہم حصّہ ہے اور علماء ہی کا حق ہے کہ سیاست کی راہنمائی کریں۔ اس لئے علماء کرام سیاست کے میدان میں آئے ہیں تاکہ کوئی سیاست دان یا حکمران اپنی من مانی نہ کرے۔ اگر کوئی سیاست کو اپنی مرضی کے مطابق چلائے گا تو علماء اس کا محاسبہ کریں گے۔

مولانا نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک میں فی الفور اسلامی نظام نافذ کردیا جائے۔ مولانا نے فرمایا کہ حکمران خود بھی نماز کی پابندی کریں اور عوام کو بھی نماز کا پابند بنائیں کیونکہ نماز برائیوں سے روکتی ہے۔

مولانا نے مطالبہ کیا کہ سیاسی پابندیوں کو ختم کر کے ملک میں جلد ہی سیاسی سرگرمیوں کو بحال کیا جائے۔

شیخ عبدالمجیدؒ سندھی اور مولانا مفتی محمد شفیع رحؒ:

لاڑکانہ: ممتاز عالم دین اور سرپرست جمعیۃ علماءِ اسلام ضلع لاڑکانہ محمد علی محمد صاحب حقانی اور رابطہ سیکرٹری جمعیۃ علماءِ اسلام ضلع لاڑکانہ مولانا اللہ بخش عباسی نے اپنے مشترکہ بیان میں تحریکِ آزادی کے مشہور راہنما شیخ عبدالمجید سندھی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ شیخ صاحب مرحوم نے ہندو گھرانہ میں جنم لیا۔ اسلام کی حقیقت سے روشناس ہوکر اسلام قبول کیا۔ بعد میں پوری زندگی اسلام اور وطن کے لئے وقف کردی۔

اس نے تحریکِ خلافت میں بھرپور حصّہ لیا اور ہمیشہ علماء کرام کا دست راست رہا۔ وہ بیباک لیڈر اور صحافی تھے۔ جمعیۃ کے ان راہنماؤں نے اپنے مشترکہ بیان میں مشہور عالم دین اور مدرسہ قاسم العلوم کے سابق مہتمم مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی وفات حسرت آیات پر بھی انتہائی دُکھ کا اظہار کیا مولانا مرحوم ایک عالم باعمل تھے اور اپنی پوری حیاتی اسلام اور دینی علوم کے لئے وقف کردی تھی۔ ایسے علماء کا اٹھ جانا ملک و ملت کے لئے ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر دو مرحومین

جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد اسلام کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کر دینا تھا۔ مولانا زاہد الراشدی

۱۱ مئی بروز بدھ، واہ کینٹ میں جمعیۃ طلبائے اسلام واہ کینٹ کے زیرِ اہتمام سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر جلسہ عام کا پروگرام تھا۔ اس سلسلہ میں مولانا زاہد الراشدی، جنرل سیکرٹری پاکستان قومی اتحاد، پنجاب، صاحبزادہ فضل الرحمٰن، صدر جمعیۃ طلبائے اسلام، صوبہ سرحد اور جمعیت علماء اسلام کی مزدور رابطہ کمیٹی پنجاب کے صدر مولانا سعید احمد لدھیانوی کو مدعو کیا گیا تھا۔۔۔

مولانا زاہد الراشدی دن کے بارہ بجے ٹیکسلا پہنچے جہاں جمعیۃ طلبائے اسلام واہ کینٹ کے کارکن ان کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ ان کی معیت میں مولانا انجمن شبان اسلام ٹیکسلا کے دفتر میں تشریف لے گئے اور دوپہر وہیں گذاری۔ عصر کی نماز کے بعد جمعیت طلبائے اسلام واہ کینٹ کے دار المطالعہ میں مولانا کے درسِ قرآن کا پروگرام تھا چنانچہ شام چھ بجے مولانا وہاں پہنچے۔ مولانا کے استقبال کے لئے وہاں پاکستان قومی اتحاد، جمعیۃ علمائے اسلام اور جمعیۃ طلبائے اسلام کے مقامی عہدیدار وہاں موجود تھے۔ مولانا زاہد الراشدی اور مولانا سعید احمد لدھیانوی نے وہاں درسِ قرآن دیا اور تنظیمی امور میں جمعیت کے کارکنوں کو ہدایات دیں۔

بعد از نمازِ عشاء مرکزی جامع مسجد لالہ رخ واہ کینٹ میں جلسہ ہوا۔ ابتداء تلاوت کلام پاک سے کی گئی، اس کے بعد جمعیۃ طلبائے اسلام کے دو مقامی راہنماؤں حافظ عبد الواحد سحاب اور مشتاق احمد قریشی نے تقریریں کیں۔ ان کے بعد مولانا سعید احمد لدھیانوی کا خطاب شروع ہوا۔ جس میں انہوں نے فرمایا کہ آج ہمارے ملک میں جس قدر معاشی بدحالی نظر آ رہی ہے اس کا واحد سبب دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔ انگریزوں کے عہدِ حکومت میں جن لوگوں نے فرنگی کی خوشامد کو اپنا شعار بنائے رکھا انہیں خوش کرنے کے لئے انگریز نے بڑی بڑی جاگیریں دیں اور آج وہی نمکخوارانِ افرنگ اپنے مزارعین کو طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنائے رکھتے ہیں۔ سوشلسٹ عناصر اسی نفرت کو ابھار کر عوام کو سوشلزم کی راہ پر چلانے کی کوشش کر رہے ہیں اور عوام کی ایک معقول تعداد عاقبت نااندیشی کی بدولت سوشلزم ہی کو اپنے مسائل کا حل سمجھ رہی ہے۔ اس لئے اگر مارشل لاء انتظامیہ اسلامی نظام کے قیام کی کوششوں میں مخلص ہے تو اسے پہلے فرنگی کے خدمتگاروں کی جاگیریں ضبط کر کے غریب عوام میں منصفانہ طور پر تقسیم کرنی چاہئیں۔

صاحبزادہ فضل الرحمٰن صاحب نے اپنی تقریر میں موجودہ نظامِ تعلیم پر کڑی تنقید کرتے ہوئے فرمایا کہ آج پاکستان ایسی تعلیمی معیار ہے کہ ملک کی اعلیٰ تعلیمی ڈگریاں حاصل کرنے والا طبقہ اسلام کے بنیادی احکام سے بھی بے خبر ہے اور اسلام کے عائد کردہ فرائض کے متعلق اگر ان سے چند سوالات کئے جائیں تو یہ جواب دینے سے قاصر رہتے ہیں، لیکن المیہ یہ ہے کہ یہی لوگ بعد میں اسلامی نظام کے داعی بن کر میدانِ سیاست میں کود پڑتے ہیں حالانکہ جن لوگوں کو اسلام کے بنیادی احکامات کا بھی علم نہیں ہے انہیں اسلام کے نام پر ووٹ مانگنے کا کیا حق پہنچتا ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ موجودہ نظامِ تعلیم کو یکسر تبدیل کر کے کالج میں مذہبی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔

ان کے بعد جمعیۃ علمائے اسلام واہ کینٹ کے صدر مولانا حاجی محمد صابر صاحب نے مختصر مگر پُر اثر تقریر فرمائی۔

مولانا زاہد الراشدی نے سیرت النبی کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کو دنیا کے تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کر دیں (لیظهره علی الدین کلہ) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام بطریقِ احسن سرانجام دیا۔

اس سلسلہ میں مولانا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں سے متعدد جھلکیاں پیش کیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو کس طرح غالب کیا؟ انہوں نے فرمایا کہ اسلام سے قبل لوگ گناہوں پر فخر کیا کرتے تھے، مگر وہی لوگ چند سال بعد گناہ سرزد ہونے پر اپنے آپ کو (حضرت ماعز اسلمی رضؓ کی طرح) سزا کے لئے پیش کر دینے میں ہی اپنی نجات سمجھنے لگے۔

قبل از اسلام قومی عصبیت اور رنگ و نسل پر تفاخر عروج پر تھا اور خصوصاً خاندانِ قریش کے افراد کسی دوسرے خاندان کے افراد کو اپنے برابر نہیں سمجھتے تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انقلابِ رحمت کا نتیجہ یہ نکلا کہ رنگ و نسل کی تفریق بالکل ختم ہو گئی حتیٰ کہ فتح مکہ کے دن جب بیت اللہ شریف کی چھت پر کھڑے ہو کر توحید خداوندی کا نعرہ بلند کرنے کا وقت آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کے لئے سیاہ رنگ، کے موٹے ہونٹوں اور لمبے دانتوں والے حبش کے آزاد کردہ غلام حضرت بلال رضؓ کا انتخاب کیا اور خاندانِ قریش کے سپوت اس سعادت کو حاصل کرنے سے محروم رہے۔

آخر میں مولانا نے موجودہ دور میں مسلمانوں کی زبوں حالی پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اب اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلمان متحد ہو کر دشمنوں کی سازشوں کا تیا پانچہ کریں۔ اس سلسلہ میں جمعیۃ طلباءِ اسلام جو خدمات سرانجام دے رہی ہے اس کے ساتھ پوری طرح تعاون کریں تاکہ حق کی آواز مسجد و کالج سے یکساں بلند ہو اور نوجوانوں میں دین کا شعور پیدا ہو سکے۔

صدرِ جلسہ مولانا محمد اسحٰق صاحب خطیب مرکزی جامع مسجد لالہ رخ واہ کینٹ کی صدارتی تقریر اور دعا پر یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا

ایم عتیق عالم۔ واہ کینٹ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ پکے مؤمن اور عظیم انسان تھے

تمبر میں حضرت صدیق اکبرؓ کی یوم وفات کی تقریب علماء کرام کا خطاب

گذشتہ دنوں انجمن اہل سنت تمبر ضلع لاڑکانہ کی جانب سے مدرسہ دارالعلوم الشرعیہ تمبر میں یوم صدیق اکبرؓ کے سلسلہ میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ جلسہ میں دیگر حضرات کے علاوہ جمعیۃ علماءِ اسلام کل پاکستان کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا پیر عبدالکریم صاحب قریشی آف بیر شریف، انجمن اہل سنت صوبہ سندھ کے صدر علامہ سید عبداللہ شاہ بخاری، جمعیۃ طلباءِ اسلام ضلع لاڑکانہ کے جنرل سیکرٹری مسٹر خالد محمود سومرہ نے خطاب کیا۔ حضرت مولانا پیر عبدالکریم قریشی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ پکے مؤمن اور عظیم مسلمان تھے جن کی زندگی تمام مسلمانوں کے لئے ایک مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

علامہ سید عبداللہ شاہ بخاری نے فرمایا کہ صدیق اکبرؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنے مال کو قربان کیا، عزت کو قربان کیا، اپنے گھر کو چھوڑا، کفار کے مظالم برداشت کئے اور اس کے بدلہ میں انہوں نے غار، مزار اور خلدِ بریں میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور معیت کا شرف حاصل کیا۔

سید حزب اللہ شاہ نے کہا کہ ہمیں اپنے اندر صدیق اکبرؓ جیسا ایمان پیدا کرنا چاہیئے۔

طالب علم رہنما جناب خالد محمود سومرہ نے کہا کہ ویسے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمان کی حالت میں زیارت کا شرف حاصل کرنے والے کو صحابی کہا جاتا ہے لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ وہ واحد خوش نصیب ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلام پاک قرآن مجید میں بھی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب سے نوازا ہے۔

منتسبین دارالعلوم دیوبند سے اپیل:

چودھویں صدی ہجری کے اختتام اور پندرھویں صدی ہجری کی ابتدا پر سعودی حکومت وسیع پیمانے پر ایک علمی مجلس کا انتظام کر رہی ہے جس میں دنیا بھر کے اہل علم شریک ہو کر مقالات پڑھیں گے۔

اس سیمینار کے لئے "جامعۃ العلوم الاسلامیۃ" بنوری ٹاؤن کراچی ۵ کے فاضل مدرس جناب ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر الازہری کو دعوتِ شرکت دی گئی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے مقالے کا عنوان "دیوبند کی حدیثی خدمات" ہے۔ ملک بھر کے وہ اہل علم جنہوں نے حدیث کے سلسلہ میں کوئی بھی خدمت کی ہو انہیں متوجہ کیا جاتا ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب سے رابطہ قائم کریں۔ اپنا مفصل تعارف اور اپنی خدمت حدیث کی تفصیلات سے انہیں لکھیں اور کوئی تحریری چیز ہو تو اس کی اصل یا نقل انہیں فی الفور ارسال فرمائیں۔

اسلامی سزاؤں کا نفاذ مستحسن اقدام ہے:

کراچی (پ۔ر) جمعیۃ علماءِ اسلام کراچی کے رہنما حافظ ضیاء الاسلام قریشی نے ایک بیان میں اغواء، آبروریزی پر کوڑوں اور چوری ڈکیتی پر ہاتھ کاٹنے کی سزاؤں کو مستحسن اقدام قرار دیا ہے۔ اس قسم کی سزاؤں سے ملک برائیوں سے پاک ہو گا۔ حافظ صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ فوجی حکومت کو چاہیئے کہ وہ فی الفور ملک میں اسلامی نظام نافذ کرے تاکہ اسلام دشمن کمیونسٹ عناصر کا بند ہو جائے۔ کیونکہ اس ملک کی بنیاد اسلام پر پڑی ہے اور کامل اسلام کے نفاذ پر دشمنوں کو اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کا موقع

نہیں ملے گا۔

بزم شیخ الہندؒ کا قیام

اکاڑہ میں بزم شیخ الہندؒ کا اجلاس زیر صدارت پیر طریقت حضرت مولانا میر حسین شاہ ہوا جس میں حضرت شیخ الہندؒ کی زندگی اور حالات پر روشنی ڈالی گئی۔ بعد ازاں مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں

سرپرست : عطاء اللہ صاحب، صدر مدرسہ جامعہ مدنیہ اوکاڑہ

صدر : مولوی عبدالصمد صاحب

نائب : محمد حنیف صاحب، صمد پورہ اوکاڑہ

ناظم اعلیٰ : غلام حسین فاروقی، گول چوک اوکاڑہ

ناظم : پیر عبدالقادر محلہ غازی آباد

نشرواشاعت : حافظ ہارون الرشید صاحب

مالیات : قاری خدا بخش صاحب

دس ارکان پر مشتمل مجلس شوریٰ تشکیل دی گئی اور عنقریب اوکاڑہ میں شیخ الہندؒ کانفرنس ہو گی انشاء اللہ جس میں ملک کے نامور علماء کرام شرکت فرمائیں گے نیز حضرت مفتی محمود صاحب اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان سے تاریخیں لینے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

جیا موسیٰ

جمعیۃ علماءِ اسلام جیا موسیٰ کے راہنما قاری نور محمد طارق اور قاری ہدایت اللہ علوی نیز مولانا حسین علی مہتمم مدرسہ حنفیہ انوار القرآن منڈی وار برٹن نے گجرات کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد ضیاء القادری صاحب کی والدہ محترمہ کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے اور انہوں نے مرحومہ کی مغفرت کے لئے اور گھر والوں کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

فوجی حکومت کمیونسٹ عناصر پر کڑی نظر رکھے:

کراچی (پ۔ر) جمعیۃ علماءِ اسلام لیاری کے رہنما امیرزادہ خان سواتی نے ایک بیان میں جمہوری حکومت کی فوجی کونسل سے درخواست کی ہے

کہ وہ ملک میں ایک جائز فوجی حکومت بغاوت اور انتشار پھیلانے والے بے دین ملحد کمیونسٹ عناصر پر کڑی نظر رکھے اور ان کو سختی کے ساتھ کچل دے۔

ان بے دین دشمنوں کے ساتھ نرمی اور ان کو بار بار معافی کے بعد صحیح روش اختیار کرنے کا موقع دینا ملک کے ساتھ زیادتی ہے۔ یہ بے دین عناصر کسی صورت بھی نہیں چاہتے کہ فوجی حکومت کچھ اچھے کام کر جائے، خاص کر کوڑوں اور ہاتھ کاٹنے کی سزاؤں کے اعلان اور عمل کے بعد تو ان کی نیندیں حرام ہو گئی ہیں اور روزانہ ان سزاؤں کو منسوخ کرنے کے مطالبات کر رہے ہیں جبکہ پوری قوم ان سزاؤں کے اجراء سے پوری طرح مطمئن اور خوش ہے۔

ان غداران قوم کے ساتھ نرمی برتنا تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غداری کے مترادف ہے۔ اس لئے یہ ملک دشمن عناصر کسی بھی رعایت اور معافی کے مستحق نہیں ہیں۔ ان کو اسلامی آئین کے تحت سزا دی جائے۔ ایک طرف یہ عناصر اپنے آقا قاتل بھٹو کے سگنل پر ریڈیو اور ٹی وی کو ناچ گھر بنائے ہوئے ہیں اور دوسری طرف صحافی آزادی کے نام پر اخبارات اور رسائل میں زہریلا مواد چھاپ رہے ہیں۔ معراج خان، منہاج برنا جیسے ظالموں کو ان کے آقا بھٹو کی طرح سزا دی جائے۔

مہدی حیات چیلہ سیال:

قومی اتحاد واصو آستانہ ضلع جھنگ کے ممتاز راہنما میاں مہدی حیات چیلہ سیال اور جمعیۃ علماء اسلام کے راہنما میاں سلطان محمود چیلہ نے جنرل محمد سوار خان ایڈمنسٹریٹر پنجاب کا شکریہ ادا کیا ہے کہ انہوں نے جھنگ کے دورہ کے موقع پر جھنگ سے بھکر تک جی ٹی ایس کا روٹ بحال کرنے کے احکامات جاری فرمائے ہیں اور عوام کا دیرینہ مطالبہ منظور فرما کر تکلیف کا مداوا فرمایا ہے۔ عوام سے اپیل ہے کہ وہ اس فیصلے کا احترام کرتے ہوئے اس بس کو کامیاب کریں۔

جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر:

جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر کے مرکزی امیر حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب نے جمعیت علماء آزاد جموں و کشمیر کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۲۲ جون ۱۹۷۸ء بروز جمعرات بمقام منگ آزاد کشمیر طلب کر لیا ہے۔ جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر کے تمام ممبران مجلس شوریٰ کو دعوت نامے ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ اگر کسی ممبر کو دعوت نامہ موصول نہ ہو تو وہ اس اعلان کو دعوت نامہ سمجھ کر مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کریں۔

برمی مسلمانوں پر مظالم۔ عالم اسلام کے لئے لمحۂ فکریہ:

لاڑکانہ ۱۳ جون۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاڑکانہ کے نائب امیر مولانا عبدالقادر صاحب اور جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لاڑکانہ کے امیر مولانا غلام سرور صاحب نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں برمی مسلمانوں کے قتل عام پر گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا برما کے مسلمانوں پر برمی حکومت اور فوج جو مظالم ڈھا رہی ہے وہ انسانیت کے نام پر سیاہ ترین داغ ہے۔ اور تمام عالم اسلام کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ مسلمان حکومتوں کو چاہیئے کہ وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے اس ظلم کو بند کرا کے عہدہ برآ ہوں۔ یہ ذمہ داری پاکستان پر جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے اور سعودی عرب پر جہاں مرکز اسلام واقع ہے خاص طور پر عائد ہوتی ہے۔ یہ دونوں ممالک اپنا خاص اثر و رسوخ استعمال کریں اور اقوام متحدہ میں اس مسئلہ کو پیش کر کے حل کرائیں بصورت دیگر تمام مسلم ممالک ظالم اور سفاک برمی حکومت سے فی الفور سفارتی تعلقات ختم کریں۔

مشترکہ بیان میں کہا گیا ہے کہ صدر کارٹر کا انسانی حقوق کے تحفظ والا جذبہ کہاں گیا اور انسانیت کے حقوق کا نام لینے والا بین الاقوامی ادارہ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے نمائندے کہاں ہیں اور اب کیوں خاموش ہیں اور ان مظالم کو کیوں نہیں رکواتے۔ کیا برمی مسلمان انسان نہیں یا ان کا قصور مسلمان ہونا ہے۔

......

حضرت سید نیاز احمد شاہ صاحب کی یاد میں:

گذشتہ دنوں تلمبہ شہر میں حضرت سید نیاز احمد شاہ گیلانی رح کی وفات پر ایک تعزیتی جلسہ ہوا۔ جس میں حضرت سید نیاز احمد گیلانی رح کے کارنامے اور دینی خدمات کو سراہا گیا۔

تعزیتی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عبداللطیف قریشی نے کہا کہ حضرت شاہ صاحب نے ساری زندگی دین۔ اسلام۔ قوم اور حق کی خاطر وقف کی ہوئی تھی۔ آپ کے دل میں توحید باری تعالیٰ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ نے ساری زندگی ظلم کا مقابلہ کیا۔ آپ اپنے علاقہ میں ایک عظیم سیاسی اور مذہبی شخصیت تھے۔ بڑے بڑے سرمایہ دار جاگیردار آپ کے سامنے دم نہیں مارتے تھے۔ آپ نے بچپن ہی سے سیاسی میدان میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ آپ تا دم آخر حضرت مدنی رح کا مشن پورا کرتے رہے۔ آپ آخری وقت تک جمعیۃ علماء اسلام سے وابستہ رہے۔ تحریک ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم ہو یا تحریک سول نافرمانی یا کوئی جابر اور ظالم کے خلاف تحریک ہو آپ نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ پانچ سال تک جمعیت علماء اسلام صوبہ پنجاب کے جنرل سیکرٹری رہے اور تادم آخر جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان کے امیر رہے۔ ایک عظیم ادارہ قائم کیا جو ان کی زندگی ہی میں عروج کی منزلیں طے کر گیا تھا۔ مولانا قریشی صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب کے نقش قدم پر ہم شاگردوں کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ان کے بعد مولانا شریف صاحب ماہی نے شاہ جی کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے کہا آپ غریبوں، یتیموں اور بے کسوں کے لئے ایک سہارا تھے۔ سب کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے۔ ہر ملنے والا یہ سمجھتا کہ حضرت شاہ جی کو سب سے زیادہ میرے ساتھ محبت ہے۔ ماہی صاحب کے بعد مولانا محمد صدیق میاں نے خطاب کیا۔ آخر میں حضرت شاہ جی کیلئے دعائے مغفرت کی گئی اور ایصال ثواب کیا گیا اور سید زندہ گیلانی کانفرنس کے اعلان پر تعزیتی جلسہ ختم ہو گیا۔

طلباء کی سرگرمیاں

مرتبہ: جنید شہزاد



جمعیۃ طلباء اسلام ہماری امنگوں کی ترجمان ہے

علامہ خالد محمود

جمعیۃ سندھ کے زیر اہتمام دو روزہ تربیتی اجتماع ۲۲-۲۳ جون کو حیدرآباد میں منعقد ہوگا

گذشتہ دنوں جمعیت طلباءِ اسلام چنیوٹ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان صدیق اکبرؓ کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے اجتماع میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی اور طلباء کی ایک بڑی جمعیت بھی یہ پروگرام سننے کے لئے جلسہ گاہ میں تشریف لائی۔ اس کانفرنس کی صدارت جمعیۃ طلباءِ اسلام چنیوٹ کے ممتاز طالب علم راہنما جناب غلام مصطفٰے صاحب نے فرمائی اور سٹیج سیکرٹری کے فرائض جمعیۃ طلباءِ اسلام چنیوٹ کے ناظم عمومی جناب نثار الحق شیخ نے سرانجام دیئے۔

کانفرنس کے اس عظیم اجتماع سے جمعیۃ علماءِ اسلام برمنگھم کے ممتاز راہنما اور پاکستان کی ممتاز علمی۔ ادبی۔ سیاسی اور سماجی شخصیت پروفیسر علامہ ڈاکٹر خالد محمود نے خطاب فرماتے ہوئے جمعیۃ کے جیالوں کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے کہا جمعیۃ کے یہ نوجوان ہماری امنگوں کے ترجمان ہیں۔ ہمیں اپنے ان شاہین بچوں پر ناز ہے۔ آپ نے جمعیۃ کے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اس ملک میں صدیق اکبرؓ کی سیرت کو عام کرنے کے لئے اپنی کوششوں کو تیز تر کر دیجئے۔ انشاء اللہ کامیابی جلد آپ کے قدم چومے گی۔ آپ نے سیرت صدیقؓ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کی عظمت اور صداقت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ حضرت صدیق اکبرؓ ہیں۔ آپ نے کہا کہ حضرت ابوبکر کی عظمت کو تسلیم کرنا انتہائی ضروری ہے۔

جمعیۃ علماءِ اسلام پنجاب کے ناظم حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی نے تقریر کرتے ہوئے معزز مہمان کا اور جمعیۃ طلباءِ اسلام کے کارکنوں کا اس عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کروانے پر شکریہ ادا کیا۔

صوبہ سندھ:

جمعیۃ طلباءِ اسلام صوبہ سندھ کے انتخاب کے چیف الیکشن کمشنر جناب محمد فاروق قریشی مرکزی ناظم عمومی جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان مقرر کئے گئے ہیں۔

۲۔ صوبائی چیف الیکشن کمشنر جناب محمد فاروق قریشی نے صوبہ سندھ کے ہر ضلعی صدر کو ہدایت کی ہے کہ وہ صوبائی مجلس عمومی کے لئے دستور کے مطابق ممبر منتخب کر کے ان کے نام صوبائی دفتر حیدرآباد بھیج دیں۔

۳۔ جس ضلع سے مجلسِ عمومی کے نام نہیں ہیں گے اس ضلع کے ارکان کو انتخاب میں حصہ لینے کا حق نہیں ہوگا۔

۴۔ جمعیۃ طلباءِ اسلام صوبہ سندھ کا دو روزہ تربیتی کنونشن ۲۲-۲۳ جون کو حیدرآباد میں منعقد ہوگا۔

جمعیۃ صوبہ سرحد کی

مجلسِ عاملہ کا اجلاس:

جمعیۃ طلباءِ اسلام صوبہ سرحد کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس زیر صدارت صاحبزادہ فضل الرحمن صدر جمعیۃ طلباءِ اسلام صوبہ سرحد منعقد ہوا۔ اجلاس میں جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان کے مرکزی قائمقام صدر جناب جاوید ابراہیم پراچہ نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں صوبائی تنظیمی صورتحال کا بغور جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں ایک وفد تشکیل دیا گیا جو صوبہ سرحد کے اضلاع کا تنظیمی دورہ کرے گا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ہر شاخ کم از کم دس عدد "عزم نو" کے مستقل سالانہ خریدار بنائے۔ اجلاس میں تربیتی اجتماعات کا بغور جائزہ لیا گیا لہذا آئندہ ۱۵ جون کو سوات میں تربیتی اجتماع منعقد ہوگا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ پشاور یونیورسٹی میں جمعیۃ طلباءِ اسلام کو مزید مؤثر بنانے کے لئے از سر نو منظم کیا جائے گا۔

بہاولنگر:

جمعیۃ طلباءِ اسلام بہاولنگر کے نائب صدر اور کمرشل کالج کے ممتاز طالب علم راہنما محمود احمد، غلام رسول، قائمقام جنرل سیکرٹری اور رفیق اقبال

نے حکومت پنجاب سے اپیل کی ہے کہ وہ گرمیوں کی تعطیلات کا جلد اعلان کریں کیونکہ اس شدید گرمی میں بچوں کا سکول جانا مشکل ہے۔

دریں اثناء جمعیۃ طلباءِ اسلام بہادلنگر۔ مشنی ہنہارڈ میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ اس جلسے سے حافظ اللہ یار صاحب، محمد عبیداللہ محمود سٹی صدر اور ضلعی ناظم عمومی جناب خالد محمود ڈوتونے خطاب فرمایا۔ سٹیج سیکریٹری کے فرائض سعید احمد فاروقی نے سرانجام دیئے اور رشید احمد دیوانہ نے اپنا کلام سنایا۔

اظہار تعزیت (شجاع آباد)

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی رح کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد ہاشم بھی اس دنیائے فانی سے چل بسے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا موصوف ایک حق گو عالم دین تھے۔ وہ اپنے علاقے میں بہت اونچی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ مدرسہ عربیہ مظہر العلوم بستی بہلوی کے مدرس تھے۔ مولانا موصوف کو ایصال ثواب کے لیے جمعیۃ طلباءِ اسلام شجاع آباد کے کارکنوں کا ایک اجتماع منعقد ہوا اور مولانا موصوف کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔ اجلاس میں مولانا ہاشم صاحب کی خدمات کو سراہا گیا۔

شکارپور:

جمعیۃ طلباءِ اسلام شکارپور کا ہفت روزہ اجلاس مقامی دفتر مرزا گھٹی ہزاری گیٹ میں زیر صدارت عبدالباری شیخ کنوینر جمعیۃ طلباءِ اسلام شکارپور منعقد ہوا۔ اجلاس سے صوبائی ناظم مالیات غلام قادر بروہی، عبدالباری شیخ، محمد ہاشم بھوٹو، صدرالدین سومرو۔ امان اللہ سومرو نے خطاب کیا۔ اجلاس میں جمعیۃ طلباءِ اسلام شکارپور کے سرپرست حافظ محمد یسین اور جمعیۃ سکھر ڈویژن کے نگران جناب نذیر احمد بھچوار بھی موجود تھے۔

کراچی ڈویژن:

گذشتہ روز جمعیۃ طلباءِ اسلام کراچی ڈویژن کے کارکنان کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت محمد فاروق قریشی ناظم عمومی جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان منعقد ہوا۔ اجلاس میں تمام علاقوں سے بھاری تعداد میں طلباء نے شرکت کی۔ یہ اجلاس انتخابی اجلاس تھا جس میں تمام ووٹر حضرات نے بھرپور حصہ لیا۔ ناظم انتخاب جناب حمیدالحسین نے بنیادی قواعد و ضوابط بتائے اور بعد میں درج ذیل عاملہ منتخب کی گئی

صدر	:	الطاف حسین، ڈی جے سائنس کالج کراچی
نائب صدر	:	مسعود الرحمن، جامعہ فاروقیہ کراچی
ناظم عمومی	:	انعام اللہ خاں
ناظم	:	محمد ارشاد، نیشنل انجنیئرنگ کالج، کراچی۔
،، اطلاعات	:	حبیب الرحمن تریمتی، تبلیغی کالج مجاہد آباد کراچی
،، مالیات	:	نعیم احمد صدیقی، جامعۃ العلوم الاسلامیہ، نیوٹاؤن کراچی

میرپور خاص:

جمعیۃ طلباء اسلام میرپور خاص کے کارکنوں کا عمومی اجلاس دفتر جمعیۃ میں محمد الیاس تمناکی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں آئندہ کے لئے لائحہ عمل پر غور کیا گیا۔ اجلاس میں دو ممتاز طالب علم راہنماؤں عبدالرشید اور محمد یوسف نے جمعیت کے پروگرام سے متاثر ہو کر جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا۔ اجلاس سے حافظ حسین احمد نے خطاب کرتے ہوئے جماعت کے اغراض و مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ جمعیۃ میرپور خاص کے ناظم عمومی حافظ عبدالحفیظ اور محمد شاہد راجپوت نے ان شامل ہونے والے ساتھیوں کا خیر مقدم کیا۔

بلوچستان:

جمعیۃ طلباء اسلام بلوچستان کے زیر اہتمام دوسرا دو روزہ تربیتی اجتماع ۲۲، ۲۳ جون ۷۸ء بروز جمعرات، جمعۃ المبارک کو فورٹ سنڈیمن ضلع ژوب میں منعقد ہوگا۔ دریں اثناء جمعیۃ طلباءِ بلوچستان کے صدر اور ناظم عمومی جناب سکندر خان اور غلام رسول مینگل نے جمعیۃ طلباء اسلام بلوچستان کے تمام یونٹوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس تربیتی اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے پوری کوشش کریں۔

رحمان پورہ میں جلسہ:

جمعیۃ طلباءِ اسلام حلقہ رحمان پورہ کے زیر اہتمام ۱۷ جون بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء بمقام مدرسہ عربیہ قاسمیہ، جی بلاک، رحمان پورہ میں ایک جلسہ عام ہو رہا ہے۔ جلسہ سے فاتح ربوہ مولانا منظور احمد چنیوٹی، ظہیر میر پنجاب یونیورسٹی اور گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی کے طالب علم راہنما خالد محمود ٹھیٹھو جلسہ سے خطاب کریں گے۔

مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ۸-۹ جون بمقام مری کے فیصلے

۱۔ ۲۲-۲۳ جون کو ہونے والے صوبہ سندھ جمعیۃ طلباء اسلام کے صوبائی انتخابات ملتوی کر دیئے گئے ہیں۔ اب ملک بھر میں چاروں صوبوں کے انتخابات درج ذیل شیڈول کے مطابق بیک وقت ہوں گے۔

ا۔ پورے ملک میں معاونت سازی کی مہم ۳۰ جون سے شروع ہوگی اور ۲۰ جولائی تک جاری رہے گی۔

ب۔ ۲۸ جولائی سے لیکر ۱۱ اگست تک ابتدائی شاخوں کے انتخابات ہوں گے۔

ج۔ ضلعی انتخابات ۱۵ ستمبر تا ۳۰ ستمبر تک ہوں گے۔

د۔ صوبائی انتخابات ۱۳ اکتوبر سے ۲۷ اکتوبر تک ہوں گے۔

ڈ۔ مرکزی انتخابات ۱۶-۱۷-۱۸ نومبر کو ہوں گے۔

۲۔ مرکزی صدر میاں محمد عارف صاحب نے رخصت ختم ہونے پر بحیثیت صدر جمعیۃ طلباءِ اسلام کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

محکمہ ڈاک کے ایکسٹرا ڈیپارٹمنٹل ایجنٹ کا مستقبل ؟

مکرمی!

آپ کے مؤقر جریدے کی وساطت سے چیف مارشل لاء اڈمنسٹریٹر کے مشیر برائے پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف سے اپیل ہے کہ ہم ایکسٹرا ڈیپارٹمنٹل ایجنٹ وفاقی حکومت کے تحت ملک کے اہم ترین ادارہ محکمہ ڈاک کے بنیادی ورکر ہیں جن کی اکثریت دیہی آبادیوں میں کام کرتی ہے اور گورنمنٹ ہمیں جزوقتی ملازم سمجھ کر کام کا معاوضہ ماہانہ ۵۵/- روپے الاؤنس دیتی ہے نہ کہ تنخواہ، حالانکہ ۵۵/- روپے محکمہ جو ادا کرتا ہے وہ صرف برانچ کی ضروریات ہوتی ہیں جن میں دھاگہ۔ لاکھ۔ پن۔ پنسل۔ سیاہی سٹیشنری شامل ہیں اور اسی میں ہی افسران کی آؤ بھگت شامل ہے اور برانچ کے اہلکار سے بالکل مفت میں کام لیا جاتا ہے اور ملازمت کا بھی کوئی تحفظ نہیں ہے۔

آج اسوقت جبکہ کام کی نوعیت سنہ ۱۹۴۲ء کے مقابلے میں کئی سوگنا بڑھ چکی ہے ہنوز محکمہ ڈاک سنہ ۱۹۴۲ء کے قوانین کے تحت ایکسٹرا ڈیپارٹمنٹل ایجنٹوں کا استحصال کر رہا ہے آپ جانتے ہیں کہ اس دور میں جبکہ مزدور کے حق کو تسلیم کیا جاچکا ہے اور اس کے لئے باقاعدہ قانون وضع کرکے ملازمت کا تحفظ معقول معاوضہ کی ادائیگی کی پابندیاں عائد کردی گئی ہیں لیکن خود گورنمنٹ اپنے محکموں میں بدستور سابق چھوٹے اہلکاروں کا استحصال کر رہی ہے حالانکہ دیہی آبادیوں میں ڈاک کا نظام بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور تمام سب آفس ان کے سہارے چلتے ہیں۔

ایک برانچ کا اہلکار ایک وقت میں کیشئر، چوکیدار اکاؤنٹ کلرک ہوتا ہے اور روزانہ آٹھ گھنٹے سے بھی زائد کام کرتا ہے، باوجود اس کے یہ گورنمنٹ کا ملازم نہیں بلکہ جزوقتی ایجنٹ ہیں۔ اگر جائزہ لیا جائے تو دیہی آبادیوں میں گورنمنٹ کے باقاعدہ ملازم جو کبھی دو گھنٹے اور کبھی ہفتوں مہینوں دکھائی ہی نہیں دیتے سینکڑوں روپے وصول کرکے محکموں کو سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں دیتے۔

برعکس اس کے ایک معمولی برانچ کا اہلکار ماہانہ ہزاروں روپیہ ٹکٹوں۔ لفافوں کی سیل کرکے محکمہ کو کما کر دیتا ہے۔ سیونگ بینک کا کام کرکے ملک کی معیشت کو مضبوط بناتا ہے۔

حال ہی میں مشیر صحت صاحب نے اعتراف انکشاف کیا ہے کہ دیہی آبادیوں میں ہیلتھ وزیٹر صرف گھروں میں بیٹھ کر تنخواہیں وصول کرتے ہیں اور اس طرح سالانہ کروڑوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ کما کر ہم دیں اور بھی بلا معاوضہ۔ لیکن دوسرے محکمے کریں کچھ نہیں اور معاوضہ ومراعات زیادہ سے زیادہ دل کھول کر وصول کریں اور گورنمنٹ انہیں فراخدلی سے نوازتی رہے۔

ہمارے مطالبات

۱۔ اسوقت جتنے بھی برانچ پوسٹماسٹران E.D دیہی آبادیوں میں کام کرتے ہیں، باقاعدہ گورنمنٹ ملازم تسلیم کیا جائے اور باقاعدہ ایک سکیل الاٹ کیا جائے۔

۲۔ کام و تجربہ کی بناء پر سب آفسوں میں میل اوورسیر، انسپکٹر کے عہدوں پر ترقی کے مواقع فراہم کئے جائیں۔

۳۔ محکمہ ڈاک برانچ پوسٹماسٹران E.D کے لئے ریفریشر کورسوں کا اہتمام کرے تاکہ وہ سب آفسوں و دیگر ڈیپارٹمنٹ محکمہ ڈاک میں ترقی کرسکیں۔

۴۔ سنہ ۱۹۴۲ء کے قوانین میں ترامیم کی جائیں۔

۵۔ براہ راست کلرک بھرتی بند کی جائے۔ برانچ کے اہلکاروں کو ترقی دی جائے۔

۶۔ اساتذہ سے فی الفور برانچیں لے لی جائیں اور دیہی آبادیوں کے بے روزگار پڑھے لکھے افراد کو برانچیں دی جائیں۔

۷۔ سالانہ منافع سے بونس دیا جائے۔

مندرجہ بالا ہمارے جائز مطالبات تسلیم کرکے معاشرے میں ہمیں باعزت مقام دلایا جائے اور معاشی بے اطمینانی کو ختم کیا جائے۔

برانچ پوسٹماسٹران ایسوسی ایشن
ضلع گجرات

ایڈیٹر کے نام......

اتحاد کیمیکلز میں غنڈہ گردی اور الیکشن :-

مکرمی!

چند روز ہوئے اتحاد کیمیکلز کے سامنے جی۔ ٹی۔ روڈ سے جناب کرنل نثیر اشرف صاحب گذر رہے تھے اور ان کا سابقہ اتحاد کے پالتو بدمعاش صفدر سے پڑا۔ جو کچھ ان کے ساتھ ناخوشگوار واقعہ پیش آیا وہ خود بتائیں تو بہتر ہوگا تاکہ قیاس آرائیاں ختم ہوجائیں۔ چند روز پہلے مارشل لاء کی ایک ٹیم معائنہ کرنے آئی تو فیکٹری کے کارکنوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا تاکہ ان پالتو بدمعاشوں کے افعال مارشل لاء حکام تک پہنچائیں گے لیکن ٹیم نے کسی ورکر کو گھاس نہیں ڈالی اور چلے گئے۔ مزدور بہت افسردہ ہوئے لیکن خدا نے خود ہی ایک موقع پیدا کردیا اور کرنل صاحب کی ان بدمعاشوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اگر ایک بدمعاش مارشل لاء کے دور میں ایک کرنل کی بے عزتی باوجود کارڈ دکھانے کے کرسکتا ہے تو وہ فیکٹری کے مزدوروں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوگا۔ ایک غلط آدمی کی پیروی یونین کیوں کرتی ہے؟ کون سی طاقت اس کو پولیس سے روپوش کئے ہوئے ہے اور کیوں؟ کون لوگ اس کی پشت پناہی کر رہے ہیں؟

فیکٹری میں الیکشن کیوں نہیں کرائے جارہے جبکہ ۶۵۰ مزدوروں نے الیکشن کرانے کا مطالبہ پیش کیا ہے اور کون لوگ الیکشن کا مطالبہ کرنے والوں کو دھمکیاں دیتے ہیں اور کیوں دیتے؟ اس ساری کارروائی کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے؟

ہم مارشل لاء حکام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ان تمام امور کی دیانتدارانہ تحقیقات کریں تاکہ

مزدور مزید پریشانی سے بچ جائیں۔ متعدد مزدور، اتحاد کیمیکلز، کالاشاہ کاکو

قرارداد خلافت راشدہ

بخدمت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

مکرمی!

مسند اقتدار پر فائز ہونے کے بعد آپ نے قیام پاکستان کے اصل مقصد کے تحت کئی بار پاکستان میں اسلامی نظام حکومت قائم کرنے کا وعدہ کیا، اور عوام، مسلمانان پاکستان کا بھی یہی مطالبہ ہے کہ پاکستان میں نظام مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) (یعنی نظام اسلام) جلد نافذ کر دیا جائے لہذا اس سلسلے میں حسب ذیل امور قابل لحاظ ہیں۔

۱۔ ملک عرب میں خود خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکومت الٰہیہ قائم فرمائی تھی اس کے کارکن لاکھوں کی تعداد میں وہی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے جنکو براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت نصیب ہوئی تھی جس کو اللہ تعالےٰ نے قرآن مقدس میں خیر امت (یعنی سب امتوں سے بہتر جماعت) ہونے کا عظیم شرف عطا فرمایا ہے اور جنکو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی مخصوص اعلیٰ سند عطا کی گئی ہے۔ یہی صحابہ کرام کی مقدس جماعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مابعد کی امت کے مابین کتاب و سنت کے پہنچانے میں ایک واحد واسطہ ہے۔

۲۔ نبی کریم رحمت للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حسب وعدہ خداوندی خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کو حضور کی خلافت (جانشینی) کا بلند منصب نصیب ہوا، اور ان حضرات نے اپنے اپنے دور خلافت میں اصولاً کتاب و سنت پر مبنی وہی اسلامی نظام حکومت نافذ فرمایا جو ان کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست ملا تھا۔ اور ان برحق خلفاء میں سے خصوصاً پہلے تین خلفاء حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین کا دور خلافت تو اتنا عظیم الشان اور بے نظیر ہے کہ تقریباً پچیس سال کے قلیل عرصے میں پرچم اسلام نے اقوام عالم کو مسخر کر لیا، قیصر و کسریٰ کی صدیوں کی استبدادی حکومتیں نیست و نابود کر دی گئیں۔ اسلامی عدل و انصاف کے نور سے فضائیں منور ہو گئیں اور آسمانی برکات سے انسانیت مالا مال ہو گئی، لہذا مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر سواد اعظم کے اہم مطالبات حسب ذیل ہیں:۔

مطالبہ ۱۔ چونکہ قیامت تک کی انسانیت کے لئے خلافت راشدہ کا نظام ایک مثالی معیاری اور بے نظیر نمونہ ہے جو محبوب خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں نافذ کیا گیا تھا اس لئے پاکستان میں کتاب و سنت پر مبنی اسلامی نظام حکومت کے لئے نظام خلافت راشدہ کی پیروی کا واضح اعلان کر دیا جائے۔

مطالبہ ۲۔ سرکاری اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ایسا نصاب دینیات نافذ کیا جائے جس میں قرآن و سنت کے ساتھ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقدس تذکرے موجود ہوں تاکہ مسلم طلبہ و طالبات اسلاف کے بے نظیر اسلامی کارناموں پر فخر کر سکیں اور ان کی اتباع میں خدا پرست مخلص مسلمان بننے کی کوشش کریں۔

(ب) نصاب دینیات میں شیعہ کلمہ اور شیعہ اذان کے یہ الفاظ بالکل حذف کر دیئے جائیں جنکا نبی کریم رحمت للعالمینؐ، صحابہؓ کرام اور اہل بیتؓ سے کوئی ثبوت نہیں مل سکتا، یعنی عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہ وَخَلِیْفَۃٌ بِلَا فَصْل۔ علاوہ ازیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خلیفہ بلافصل کا اعلان بالکل خلاف حقیقت ہے اور ملت اسلامیہ کے عقیدہ خلافت راشدہ کے خلاف ایک کھلا چیلنج ہے۔

مطالبہ ۳۔ چونکہ پاکستان میں اکثریت سنی حنفی مسلمانوں کی ہے اس لئے اجتہادی اور فروعی مسائل و احکام میں فقہ حنفی بطور پبلک لاء نافذ کی جائے اور شیعوں کے اس مطالبہ کو بالکل مسترد کر دیا جائے کہ پاکستان میں فقہ جعفری کو بھی فقہ حنفی کے مساوی پبلک لاء کا حق دیا جائے کیونکہ (ا) حسب عقیدہ شیعہ حضرت علی المرتضیٰ سے لے کر امام غائب حضرت مہدی تک بارہ امام معصوم ہیں اور انبیائے سابقین علیہم السلام سے بھی افضل ہیں۔ العیاذ باللہ۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر امام حسن عسکری تک بھی فقہ جعفری کے قانونی نفاذ کا کہیں بھی کوئی سراغ نہیں ملتا اور موجودہ دور گو شیعہ عقیدہ میں امام مہدی کا دور امامت ہے لیکن وہ خود صدیوں سے غائب ہیں اس لئے ان کے حکم تحت فقہ جعفری کے نفاذ کی کوئی صورت نہیں اختیار کی جا سکتی۔

(ب) متحدہ ہندوستان میں صدیوں تک مسلم حکومتیں قائم رہی ہیں لیکن ان میں بھی کہیں فقہ جعفری کے قانون کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

(ج) مشہور شیعہ عالم مولوی محمد بشیر آف ٹیکسلا ضلع راولپنڈی نے تو فقہ جعفری کی اصطلاح ہی کو ناجائز قرار دے دیا ہے چنانچہ انہوں نے مورخہ ۱۱ مئی کو گورنمنٹ محمد علی ہائی اسکول میں جو تقریر کی ہے اس کے ٹیپ کردہ الفاظ یہ ہیں کہ:۔

قیاس وہ کرے جس پر نہ وحی ہو نہ الہام۔ کبھی نہ کہنا فقہ جعفری۔ جس نے فقہ جعفری کہا اس نے فقہ حنفی اور امام جعفر صادق اور امام ابوحنیفہ کو ایک بنا دیا کہ وہ بھی مجتہد تھے۔ کبھی یہ لفظ نہ کہنا فقہ جعفری، تم کہو فقہ شیعہ۔"

بہرحال فقہ جعفری ہو یا فقہ شیعہ، جب ان کے ائمہ معصومین کے دور امامت میں ہی اس کے قانونی نفاذ کا ثبوت نہیں ہے تو پاکستان میں اس کے نفاذ کا کیونکر جواز ہو سکتا ہے؟

لہذا آپ کے موقر جریدے کی وساطت سے **جنرل محترم** سے ہمارا یہ پرزور مطالبہ ہے کہ خلافت راشدہ کے معیاری دور کی پیروی میں اسلامی نظام حکومت قائم کر کے پاکستان کو ایک مثالی اسلامی مملکت بنا کر اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ والسلام

تحریک خدام اہل سنت، چکر، ضلع جہلم، پاکستان